اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

باونواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 14/اپریل 2022ء بروز جمعرات بمطابق 12 رمضان المبارک 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	16
4	رخصت کی درخواستیں۔	21
5	قرارداد نمبر 122 منجانب: جناب زابد علی ریکی، رکن اسمبلی۔	23
6	قرارداد نمبر 140 منجانب: جناب نصراللہ خان، رکن اسمبلی۔	35

جلد 52 شمارہ 03

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب حمداللہ کاکڑ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 14/اپریل 2022ء بروز جمعرات بمطابق 12 رمضان المبارک 1443 ہجری، بوقت دوپہر 02 بجکر 39 منٹ پر زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا
مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا
سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ
وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ آلِ عمران آیات نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۴﴾

ترجمہ: اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا، اور نہیں کوئی گناہگاروں کا مددگار۔ اے رب ہمارے ہم نے سُنا کہ ایک پُکارنے والا پُکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، سو ہم ایمان لے آئے، اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دُور کر دے ہم سے بُرائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رُسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن، بیشک تُو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات۔ ہمارے سلیم شاہد صاحب بڑے سینئر صحافی ہیں Dawn میں کام کرتے ہیں۔

جناب قادر علی نائل: جناب اسپیکر صاحب! جنگ اور جیو جعفر آباد کے نمائندے ہیں ہاشم بلوچ وہ شدید علیل ہیں اور اِس وقت اسلام آباد کے ہاسپٹل میں ہیں اُن کی صحت یابی کے لیے بھی اگر دُعا ہوجائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: اللہ اُن کو صحت دے لیکن اُن کے اخراجات دینے پڑیں گے اُن کے liver کا case ہے یہ میرے خیال سے۔ ہاں وہ علیحدہ دو issues ہیں۔ ایک کی وفات ہوگئی ہے۔ پہلے وفات والے کے لیے مغفرت کی دُعا کیجیئے دوسرے کی پھر صحت یابی کے لیے۔

(دُعا مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: جی نصیر جان۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ point of order پر جو بھی ہوتے ہیں وہ اُس کے آخر میں آتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! سوالات کے بعد ہی کر لیتے ہیں وہ پھر آخر میں آتے ہیں پھر منسٹر بھی بیٹھا ہوتا ہے، پارلیمنٹیری سیکرٹری بھی بیٹھا ہوتا ہے آپ کے point of orders کے جواب دینے کے لیے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: مَیں اِس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں کہ ابھی آپ chair کر رہے ہیں تو آپ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں ایک اہم مسئلہ ہے آپ اگر اُس پر ایک رولنگ دے دیں۔ مسئلہ یہ ہے جناب اسپیکر! کہ بلوچستان سے جتنی بھی ٹرانسپورٹ کی گاڑیاں سندھ میں داخل ہوجاتی ہیں جیکب آباد کے بارڈر سے تو اُن کو روکا جاتا ہے۔ اُن میں سواریاں بھی ہوتی ہیں لیکن اُن کو تنگ کیا جاتا ہے اُن سے کچھ لے دے کر اُن کو چھوڑ دیا جاتا ہے، گزشتہ کئی عرصے سے یہ سلسلہ جاری ہے اور خاص کر اِس رمضان میں افطاری کے بعد تو جیکب آباد بائی پاس پر گاڑیوں کی لائن لگی ہوتی ہے۔ آج بھی ٹرانسپورٹروں نے مجھ سے ملاقات کی اور اُنھوں نے کہا کہ ہماری گاڑیاں اب بھی جیکب آباد کے مختلف اسٹیشنز پر کھڑی ہیں۔ تو مَیں کہتا ہوں کہ ایسا لگتا ہے کہ سندھ کوئی علیحدہ ملک ہے جہاں اگر بلوچستان کی کوئی گاڑی وہاں داخل ہوتی ہے مَیں کہتا ہوں کہ آپ رولنگ دے دیں یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ہزاروں لوگ جو سفر کرتے ہیں وہ بھی تنگ ہوجاتے ہیں اور خاص کر ڈرائیور حضرات، ٹرانسپورٹرز جتنے بھی ہیں مَیں کہتا ہوں کہ آپ CM to CM جو صوبائی اِن کی جو coordination ہوتی ہے اُس کی کوئی ایسی میٹنگ ہو تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے رُک پائے آپ اِس کو روکنے کے لیے کوئی سد باب سوچیں،

thank you Mr. Speaker.

جناب اسپیکر: جی نصیر صاحب نے بالکل درست کہا، آج گیارواں روزہ ہے تو ہمارے سندھ پولیس والے مشہور ہیں کہ ابھی سے وہ عیدی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقت بتا رہا ہوں آپ کو۔ ایک دفعہ مجھے روکا کہ سائیں آپ کی گاڑی کو تو نہیں روک سکتے لیکن عیدی تو دیتے جائیں۔ یہ حقیقت ہے۔ ہاں وہ اپنی جگہ ہے لیکن یہ ایک معاملہ ہمارے سی ایم صاحب اِدھر موجود نہیں ہیں تو ہمارے next seniour most minister, seniority کے لحاظ سے ہیں احسان شاہ صاحب۔ تو اِحسان شاہ please یہ note کر لیں کہ CM to CM ایک urgent meeting بلائی جائے جس میں inter provincial coordination جو بننے لگے ہیں اُن کو بیٹھنا پڑے گا۔ اِن چیزوں کے لیے، صرف یہ آپ کی entry and exit کی points پر یہ مسئلے نہیں ہو رہے آپ کے inter provincial اور بہت مسئلے ہو رہے ہیں سندھ کے ساتھ irrigation کے بھی مسئلے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کی کھاد بھی آ رہی تھی جو کھاد کمپنی سے آ رہی تھی اُن کو بھی روکتے تھے اُن کی بھی کھاد اُتارتے تھے پھر چھوڑتے تھے بلوچستان میں یہ حقیقتیں ہیں۔ پانی کا بھی مَیں کر رہا ہوں۔ inter provincial coordination میں آنا پڑے گا اور مَیں as آپ کی اطلاع کے لیے یہ جب میٹنگ کی date بھی احسان شاہ صاحب رکھوائیں تو as a Speaker مَیں بھی آ کر شامل ہوں گا۔ مَیں بھی affectee ہوں پانی کے مسئلے میں۔ ٹرانسپورٹ کے حوالے سے affectee ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! بہت صحیح فرمایا میرے دوستوں نے۔ ایک جیکب آباد پر جس طرح آپ نے خود فرمایا کہ وہاں ہمارے لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ جو دوسری بات ہے ڈیرہ غازی خان کا رکھنی کے آگے جو پہلی چیک پوسٹ ہے بواٹا، وہاں ہماری گاڑیاں روکی جاتی ہیں اور وہاں کسٹم اور اُن کی جو لیویز فورس ہے ایسا بھی ہے کہ یہاں کسٹم میں ہمارے لوگوں نے کوئٹہ کے کسٹم میں یہاں tax paid کیا ہوتا ہے لیکن اُس کے باوجود وہ لوگ اِس کسٹم کو نہیں مان رہے ہیں۔ تو یہ بھی احسان شاہ صاحب note کریں پنجاب گورنمنٹ سے اور FBR اور کسٹم کے ساتھ یہ مسئلہ اُٹھائیں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی بی بی آغا بات کر لیں پھر آپ۔ ٹریژری بنچز والے جب مَیں بیٹھوں تو تھوڑا بہت آتے ہیں۔ ٹریژری بنچز سُننے کی عادت ڈالیں اور پھر آخر میں ایک مفصل جواب دیا کریں۔ پھر آپ کے پاس پورا مواد آ جائے گا پھر سارا جواب دیں۔ مَیں آپ کی مدد کروں گا۔

سید عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر بہت مہربانی آپ کی۔ آپ کو chair پر بیٹھ کر دیکھتے ہوئے مجھے خوشی

محسوس ہورہی ہے، جناب اسپیکر! ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جب سردیاں شروع ہوتی ہیں تو ہمارے ہاں گیس غائب ہوجاتی ہے اور جب گرمیاں شروع ہوتی ہیں تو بجلی غائب ہوجاتی ہے لیکن جب رمضان المبارک کا بابرکت اور مقدس مہینہ شروع ہوجاتا ہے تو دونوں چیزیں غائب ہوجاتی ہیں اِس وقت میرے ضلع پشین میں بجلی کی جو غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ ہے اُس کی وجہ سے لوگوں کی زندگی اجیرن ہوکر رہ گئی ہے۔ لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہے جب کہ اِس سے پہلے ہماری وہ روایات یہ رہی ہیں کہ افطار اور سحری کے وقت لوڈ شیڈنگ کو ختم کردیا جاتا تھا اور یہ اوقات لوڈ شیڈنگ سے مستثنیٰ ہوا کرتے تھے۔ لیکن اِس وقت پورے ضلع پشین میں بجلی کی بدترین لوڈ شیڈنگ ہورہی ہے، لوگ مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں سحری اور افطاری کے وقت لوگوں کو کھانا پکانے میں اور افطاری اور سحری کے انتظامات کرنے میں مشکلات درپیش ہیں آپ سے گزارش ہے کہ واپڈا کے اعلیٰ حکام سے اِس معاملے پر بات کی جائے اور ناروا لوڈ شیڈنگ کا جو عمل شروع ہے اُسے ختم کیا جائے بڑی نوازش ہوگی۔

جناب اسپیکر: احسان شاہ یہ بھی please note کرلیں مَیں پھر آپ کی مدد کرتا ہوں کہ کیسے آگے بڑھیں گے۔ جی بی بی۔

محترمہ شکیلہ نوید دہوار: thank you جناب اسپیکر۔ ویسے تو عوامی issues پر ہم بات ہمیشہ کرتے آتے ہیں تو اُن کی سُنوائی نہیں ہوتی۔ آج میرا جو concern ہے وہ especially ہمارے MPA lodges کی سیکورٹی کے حوالے سے ہے، جناب اسپیکر! یہاں موٹر سائیکل چوری اب ایک معمول بن چکا ہے۔ بعض لوگ اِس کو آپ لوگوں کے knowledge میں لائیں یا نہ لائیں کچھ دن پہلے صدیقی صاحب کے گھر کے پاس سے موٹر سائیکل چوری ہوگئی block-B کے سامنے سے۔ اور دو دن پہلے میرے PS کی موٹر سائیکل بھی وہاں سے چوری ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر جب ہم گئے سیکورٹی آپ کی مسجد کے ساتھ جو سیکورٹی ہے وہاں کیبن میں کوئی بندہ موجود نہیں تھا مَیں خود وہاں گئی کیبن میں رات دو بجے کوئی بندہ نہیں بیٹھا تھا آپ کی اسمبلی کا دروازہ بھی کھلا تھا اندر سے، جناب اسپیکر! یہاں جب ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ MPA صاحبان جو رہنے والے منسٹر ہیں اِن کے لوگ اِن پر ناراض ہوتے ہیں میرے خیال سے یہاں بیٹھے جتنے بھی لوگ ہیں کوئی بھی اِس چیز پر نالاں نہیں ہوگا۔ سب کی گاڑیاں کھڑی ہیں، کل کے دن خُدانخواستہ کوئی بھی تخریب کاری کی کوئی بھی چیز لاکے وہاں رکھ دیں گے اُس کا ذمہ دار جناب اسپیکر! کون ہوگا؟ ایک تو security concern ہیں، آپ کا Balochistan Provincial Assembly ہے آپ کا FC headquarter ہے پھر backside پر lodges میں یہی اپکی اسمبلی کا staff بھی رہتا ہے، لیکن security کے کوئی

measurements نہیں ہیں۔ تمام جتنے بھی CCTV Cameras ہیں کوئی بھی functional نہیں ہے جناب اسپیکر! اِس کے علاوہ دوسرا جو issue ہمیں lodges میں آرہا ہے مَیں بارہا اِس کو یہاں point out کرچکی ہوں جو ہمارے بجلی کے میٹر لگے ہوئے ہیں آپ kindly ایک ruling دے دیں آپ WAPDA کے staff کو بلائیں، ہمارے جو بجلی کے میٹر لگے ہوئے ہیں جناب اسپیکر! کوئی Three phase کے نام سے لگے ہیں ہم کوئی بورنگ نہیں چلا رہے ہیں، اِن دو کمروں کے flat میں جب لاکھوں کا ہمیں بل آتا ہے اُس کے بعد ہمارا بھی استحقاق مجروع ہوتا ہے ہر دوسرے دن ہمیں ایک notification آتا ہے This is last notice، کہ آپ کا میٹر ہم لیجائیں گے آپ کی گیس کا میٹر لیجائیں گے،تو کم ازکم، اگر وہ under S&GAD کے آرہا ہے ایک preparations کے لئے یا اُس کے maintenance کے لئے آپ تک ہم نے request نہیں کی دو سالوں سے ہم اُسکا rent بھی دے رہے ہیں لیکن نہ وہاں security ہے نہ ہی وہاں کوئی اِس طرح کا measurements لئے جاتے ہیں اور kindly اِن meters کو change کروائیں، کیونکہ یہاں ہم کوئی کارخانہ نہیں چلا رہے ہیں یہ دو flat کے جو، ہمارے دو کمروں کے flats ہیں اِن میں میرا خیال ہم کوئی کارخانہ بھی نہیں چلاتے اِس کا بھی kindly آپ واپڈا والوں کو بلا کے اِس کو change کرائیں اور security کے حوالے سے آپ as soon as possible کو measurements یہاں سے آپ اسمبلی سے لے سکتے ہیں وہ لے لیں تاکہ آگے چل کے کوئی اور ہمیں چیزوں کا سامنا نہ کرنا پڑے thank you

جناب اسپیکر: ٹھیک۔ اچھا ایک اور چیز، میرے نوٹس میں آئی ہے اِسی حوالے سے تو اِن چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے، اِنشاءاللہ جتنے پارلیمانی لیڈرز ہیں، اُنکو تکلیف دیں گے ایک میٹنگ بُلا رہے ہیں اِنہی issues پر۔ صرف security No 1 issue ہوگا، اِس کے ساتھ ساتھ، یہ جو بجلی اور گیس کے issues ہیں وہ بھی takeup ہونگے، سی ایم صاحب کو بھی request کررہا ہوں کہ آپ آئیں اِس میٹنگ میں بیٹھیں، اور ایک دفعہ سارے پارلیمانی لیڈرز یہ ساری چیزیں tackle کریں۔ جو اِس قسم کے issues ہیں بی بی جیسے آپ نے point out کیا وہ note کرلئے ہیں سیکرٹری صاحب، Security No 1, Utility bills issues No 2۔ پھر ایک چیز میں اور بھی، ایک amendment بھی کرانے لگے ہیں اُس میٹنگ میں آپ کی اطلاع کیلئے آپ کو گوش گزار کروں، کہ 1975ء میں جب آپ کو جو اوپر miles اُس وقت میل کا حساب تھا، آپ کو ملتے تھے traveling کیلئے issues، 47ء سال گزر گئے ہیں وہ بھی change نہیں

ہوئے، وہ بھی issue take-up کررہے ہیں کہ نہیں یہ amendment آنی چاہیے۔ آپ کا 50 ہزار جمع ہورہا ہے lodges کا، اسلام آباد میں مَیں جب ڈپٹی چیئرمین رہ رہا تھا lodges میں تو صرف 8 ہزار per month دیتا تھا۔ آج سنا ہے مجھے احمد نواز صاحب بتارہے تھے کہ 12 ہزار ٹوٹل lodges کا جمع ہوتا ہے۔ تو کہاں 12 ہزار کہاں 50 ہزار۔ یہ سب issues پارلیمانی لیڈرز بیٹھیں گے، سی ایم صاحب کو بٹھائیں گے، جو amendments لانی ہے وہ بھی اُدھری طے کریں گے، آپ کے security issues ہیں اسکے ساتھ ساتھ کچھ ہمارے ایسے ماحول ہیں قبائلی socio tribal setup ہے بلوچستان کا، ہمارے بہت سے قبائلی مسئلے گن مینوں کی وجہ سے شروع ہوئے ہیں۔ گن مینوں کی ہلکا پن کی وجہ سے شروع ہوئے ہیں، وہ بھی سب discuss ہونگے۔ تو میں نے request یہ کی ہوئی ہے سی ایم صاحب کو کہ آئیں، واپس آئیں اسلام آباد اور saturday کو بیٹھ جائیں گے یہاں saturday کو اجلاس بھی ہے، کئی چیزیں سب نمٹائیں، یہ issues بھی سب نمٹائیں۔ تو اِتنی مہلت دیں کہ saturday کو بیٹھنے کی اجازت۔ احسان شاہ صاحب!۔ جی جی اختر جان۔

جناب اختر حُسین لانگو: جناب اسپیکر! میں ایک چیز add کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال سے کوئی اِس طرح کا mechanism یا کوئی follow up کوئی کمیٹی بھی بنالیں ساتھ ساتھ، کیونکہ آج سے ہم اکثر نوٹ کررہے ہیں پچھلے خاص کر اِس سے پہلے والی اسمبلیوں میں جو resolutions پاس ہوئے ہیں اُس کی تو میں بات نہیں کرتا ہوں لیکن ساڑھے تین چار سالوں میں یہاں سے ہم نے جو resolutions اِس اسمبلی نے پاس کئے ہیں، جو متفقہ پاس ہوئے ہیں یا جس پر باقاعدہ voting ہو کے پاس ہوئے ہیں، اُن تمام کا follow up جناب اسپیکر! کوئی نہیں ہورہا ہے۔ اُن تمام resolutions کے حوالے سے جو اِس اسمبلی نے پاس کئے ہیں اُس کے حوالے سے ہمیں آج تک کوئی اس طرح as such follow up ملا نہیں کہ وہاں سے reject ہو کے آئے ہیں انکار ہوا ہے deny ہوا ہے agree کیا ہے لوگوں نے اُس کا کوئی follow up نہیں ہے، اُس کے حوالے سے بھی کوئی ایک mechanism بنادیں۔ مَیں ایک چھوٹی سی مثال دو میڈم بشریٰ نے جو ہمارے Blue passport ہیں اُنکے حوالے سے تقریباً میرے خیال دو سال پہلے ایک resolution پاس کیا تھا کہ اُس میں families کو بھی add کیا جائے جیسے National Assembly اور Senate کے ہیں اور اِس کو forever ہونا چاہیے جیسے National Assembly اور Senate کے ہیں، لیکن دو ڈھائی سال ہوگئے ہیں اُنکی وہ resolution ابھی تک اُسی

طرح پڑا ہوا ہے، ہمیں آج تک اسمبلی میں یہ نہیں بتایا گیا کہ Interior کی طرف سے اُس کو deny کیا گیا یا اُس کو agree کیا گیا ہے کچھ ہمیں پتہ نہیں بس ایک resolution ہم نے پاس کردی اُس کے بعد اُس کا کوئی follow up نہیں۔ اِس کے حوالے سے بھی جناب اسپیکر! کوئی اقدامات ہوں تاکہ اِن چیزوں کی روک تھام ہوسکے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: اِس کا طریقہ یہی ہوگا، احسان شاہ صاحب ایک تو Federal Minister جو بنیں گے آپ کے Provincial Coordination کو انکو اِس میٹنگ میں ساتھ بلانا یہ جو issues ہیں Inter Provincial, border crossing وغیرہ، MBR کا issue ہے رکنی پوسٹ والا ہماری کسٹم گاڑیوں والا، یہ سب اُس ایجنڈے میں لے کر آئیں۔ ایک تو یہ کریں گے۔ ایک میرا ڈپٹی اسپیکر بھی میرے ساتھ بیٹھے گا۔ جی احسان شاہ صاحب۔

سیّد احسان شاہ (وزیر برائے محکمہ صحت): جناب! آپ کے حُکم کے مطابق جتنے دوستوں نے نقطے اُٹھائیں میں نے نوٹ کر لئے ہیں اور اِنکو اِنشاءاللہ میں Note کی صورت میں چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں بھیج دے دیتا ہوں اور جو آپ کی جانب سے تجاویز آئی ہیں کہ سی ایم سندھ اور سی ایم بلوچستان آپس میں بیٹھ کے بہت سارے issues ہیں جن کو resolve کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ بھی اِنشاءاللہ تعالیٰ میں points اُس میں ڈال دونگا۔ اِنشاءاللہ۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ باقی جو Blue passport کا issue ہے۔

وزیر برائے محکمہ صحت: اچھا جی اِس میں جو اختر جان نے تجویز دی نہ اِس کیلئے تو House assurance committee ایک ہوتی ہے میرے خیال میں، جو کہ ہاؤس کے اندر جتنی قرارداد یں یا House کے اندر گورنمنٹ نے جو چیز commit کی ہوتی ہے پھر اُس کو completion یا اُس کو pursue کرنا اُس کمیٹی کا کام ہے پتہ نہیں یہاں ہے یا نہیں ہے لیکن سینٹ میں قومی اسمبلی میں وہاں ہے جی، باقاعدہ کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: وہ بھی ہے۔ وہ گورنمنٹ insurance دیتی ہے treasury benches۔ احسان شاہ صاحب سارے ہاؤس کی اطلاع کیلئے ، اختر صاحب! آپ نے جو point out کیا نہ blue passport کا، مَیں تھوڑا آپ کو بتاتا چلوں، تھوڑا حال احوال بھی دیتا ہوں کہ کیا ہوا تھا۔ ہے move کیا تھا Senate میں Blue Passport کیلئے Senator احمد علی صاحب! تھے MQM کے، وہ move

کرگیا، اُنہوں نے move تو کردیا جب blue passport ہمارا approve ہوگیا تو اُس میں spouse نہیں لکھا اُنہوں نے، بڑا دلچسپ ہوا، جو خواتین تھیں اُنکے میاں کے blue passport نہیں بنا، جو male تھے اُنکی گھر والیوں کا نہیں ہوا، احمد علی صاحب کہتے ہیں کہ میں تو گھر نہیں جا رہا بھائی۔ میری گھر والی میرے ساتھ جو حشر کرے گی اُس کی وجہ سے میں نہیں جا رہا ہوں، پھر بعد میں luckily ہم تو اُدھر سے ریٹائر ہو کے آ گئے، سردار یار محمد صاحب! جب ہم واپس پہنچے پھر ہمارے خاتون خانہ کا ہوا، پھر ہم نے کہا نہیں خاتون نے کہا کہ، میں کہتا ہوں، پشتو میں " کور" گھر کو کہتے ہیں" کور کمانڈر" پھر کور کمانڈر راضی ہوئی کہ نہیں ہم بھی balance میں ہیں۔ یہ ایسے حال احوال آپ کو دے رہا ہوں کہ یہ کیا چیزیں ہوتی تھیں۔ جی بشریٰ بی بی۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات): جناب respective اسپیکر صاحب! ایک اور اہم issue ہے وہ یہ ہے کہ ہم سارے جتنے بھی MPAs ہیں ہم لوگوں کے guards جو تھے ہمیں allot کئے گئے تھے وہ سارے ہم سے court کے orders سے لے لیئے گئے۔ ہماری بھی security کا کوئی insurance ہونا چاہیے، اگر ہم میں سے کسی کو بھی چاہیے وہ اپوزیشن کے ہوں چاہیے وہ گورنمنٹ کے ہوں، کسی کو کچھ ہو اُس سے بعد دوبارہ یہ آرڈر جاری کریں کہ اب اِنہیں guards دے دیں تو اِس پر kindly اگر آپ جب یہ سارے issues take-up کریں گے تو یہ بھی ایک important issue ہے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل اُس میں آئے گا، سی ایم صاحب! بیٹھیں گے پارلیمانی لیڈرز سارے ہونگے یہ issue بھی take-up کریں گے۔ مُکھی آپ کچھ کہہ رہے تھے؟

جناب مُکھی شام لعل: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی۔ بات کرلیں مُکھی پھر آپ کو تکلیف دیتا ہوں۔ جی۔

جناب مُکھی شام لعل: آج میں نے اتفاق میں flat میں تھا تو ایک اخبار میں نے پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ بلوچستان اسمبلی کے چند وزراء اور MPAs صاحبان یہ MPA ہاسٹل کے اپنے گیس اور بجلی کے مقروض ہیں اِنکے اوپر لاکھوں روپے واجب الادا ہیں، تو kindly اِس کی وضاحت کی جائے کہ وہ کون ہیں جن کے نام لکھے جائیں کیونکہ یہ سب کی بدنامی ہو رہی ہے اِس قسم کے نیوز پیپروں میں اخباروں میں آنے سے ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ تو ایسا نہیں ہونا چاہیے جن کے ذمہ اگر ہیں تو اُسکی وضاحت کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔

جناب مُکھی شام لعل: دوسرا سر! جو گن مینوں کا مسئلہ ہے وہ خاص کر کے ہمارے لئے بھی بڑی پریشانی

ہے کیونکہ کافی time سے گن مین واپس لئے گئے ہیں جو ہماری security risk ہے۔مہربانی کرکے اِس پر توجہ دی جائے کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ آج کل کے حالات میں ہم لوگ اِتنا بڑا سفر کرتے ہیں، حب سے لے کے یہاں پر آتے ہیں تو ہمارے ساتھ کوئی گن مین نہیں ہوتا تو بڑا risk ہے تو مہربانی کرکے اِس پر توجہ دی جائے اور kindly یہ۔

جناب اسپیکر: جی مُکھی صاحب یہ مسئلہ اُس دن بھی زیر بحث آیا تھا، احمد نواز صاحب اور نصیر شاہوانی صاحب آئے تھے یہ اُس دن بھی مسئلہ یہ اُٹھایا تھا۔ یہ گن مینوں کا کیوں کہ کورٹ نے order کیا ہے اُس میں ہم appeal میں جائیں گے۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اس میں، میں ایک وضاحت کروں کہ کورٹ نے order یہ کیا ہے کہ جو private guard، پرائیویٹ گارڈ سے مطلب اُنہوں نے یہ کیا ہے کہ کوئی اگر اپنا personal guard اُٹھاتا ہے وہ اُس کو منع کیا ہے۔ یہ ہمارے سرکار نے اس کا مطلب کچھ اور لیا ہے ہم نے کورٹ سے پوچھا اور کورٹ نے کہا کہ ہم نے یہ آرڈر نہیں دیا ہے کہ جو باقاعدہ registered ہیں اُن کو نہیں کہا ہے۔ اُن کو کہا ہے کہ جن کے private guards ہیں۔ تو اس کو اگر گورنمنٹ کا کوئی serious بندہ take up کرلے تو یہ چیزیں حل ہوجائیں گی۔

جناب اسپیکر: جی کرتے ہیں کہ یہ چیزیں settle کراتے ہیں۔ نہیں نہیں بالکل وضاحت ہونی چاہیے، confused ہے۔ جارج کیا خیر ہے آپ کی طرف easter ہورہا ہے آپ کا۔

جناب جارج خلیل بھٹو: جی جی میں اُسی طرف آرہا ہوں point of order پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ سردار یار محمد کو کرنے دینگے پہلے یا easter کی بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: سردار یار محمد کو کرنے دینگے پہلے یا easter کی بات کریں گے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: نہیں نہیں سر! پہلے سردار صاحب بات کرلیں۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب!

سردار یار محمد رند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مسٹر اسپیکر جہاں تک یہ guards کا تعلق ہے۔ اور ابھی آپ کی پارلیمنٹ کے لاجز ہیں اس میں مہربانی کرکے ایک تو guards کے بھی مسئلے کو حل کریں۔ پارلیمانی لیڈرز کو بلالیں یا ویسے جن کے concern لوگ ہیں اُن کو بلالیں۔ سی ایم صاحب کو بٹھادیں اور ایک پالیسی بنائیں۔ ایک لوگوں کی genuine ضرورتیں ہیں، ایک لوگ وہ ہیں جو شوشا کرنے کے لیے اُٹھاتے ہیں اور

جن کی behaviour میرے خیال میں ہمیں بھی تیس، تیس سال ہوئے ہیں آج تک ایک ایسی complain نہیں آئی ہے کہ ہم کہہ سکیں کہ ہمارے تو ہمیں اپنا خود بھی ذرا احتیاط کرنا پڑے گا محتاط ہونا پڑے گا۔ مگر جن لوگوں کی genuine ضرورتیں ہیں اگر یہ جج صاحبان کو بھی ہم بتادیں کیوں کہ اگر جج صاحبان بہت معزز ہیں، بہت معتبر ہیں ہم اُن کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے اگر اُن کو سیکورٹی کی ضرورت ہے اُن کے ساتھ چار چار موبائلز ہیں اُن کے ساتھ جیمرز ہیں اُن کے لیے روڈز بند کیے جاتے ہیں۔ why not ہم کیوں نہیں، کس لحاظ سے کس طریقے سے آپ اُٹھائیں constitution کیا کہتا ہے کہ سارا کچھ privileges صرف judges کے ہیں۔ ہم ممبر پارلیمنٹ ہیں ہم لاکھوں لوگوں کے ووٹ لے کر آتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ جج صاحبان ہماری سیکورٹی کے responsibilities لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم اُن کا فیصلہ ماننے کے لیے تیار ہیں۔ ہم سر آنکھوں پر اُن کے orders کو کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مگر یہ نہیں ہے کہ ہر آدمی کا جو دل جس جج صاحب کا ہے وہ نکال دے۔ کل اگر ہم قتل ہوتے ہیں کل ہم مارے جاتے ہیں اور ہمارے مارے بھی گئے ہیں ہمارے بچے مارے گئے، ہمارے خاندان مارے گئے، ہمارے سو سو ڈیڑھ سو لوگ مارے گئے ہیں۔ میں آج عدالت سے سوال کرتا ہوں کہ کتنے لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کن کن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے عدالت اُس پر کیوں بات نہیں کرتی۔ مجھے بات نہیں کرنی چاہیے یہاں پر عدالت کے اُوپر مگر ہمارے genuine مسئلے ہیں۔ وہ یہ نہیں ہے کہ آپ 72 گھنٹے سوتے رہیں مسٹر اسپیکر اور 72 گھنٹے جاگتے رہیں۔ اور آپ کے MPAs, MNAs, ministers در بدر ہوتے رہیں تو کوئی تو ایسا ادارہ ہونا چاہیے یہ responsibility گورنمنٹ کی ہوتی ہے کہ وہ جائے اٹارنی جنرل کے through ججز صاحب کے عدالت میں پیش ہو اِن سے request کریں اور genuinely اُن کے سامنے وہ رکھیں جو وہ فیصلہ کریں گے ہمارے لیے قابل قبول ہے۔ مگر اُن کو زمینی حقائق کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ جہاں تک یہ لا جز آپ نے بنائے ہوئے ہیں اس میں بھی آپ ایک طریقہ کار کرلیں آپ اسپیکر ہیں آپ custodian ہیں ان ساری چیزوں کے کہ کارڈ ہونے چاہیے یا آپ لوگوں کی طرف سے ہونے چاہیے کہ اُن کے پاس کارڈز ہوں وہ آئیں۔ ہر آدمی بندوق اُٹھا کر چار لوگ وہاں سے نکلتے ہیں ایک revo لے لیتے ہیں چار باڈی گارڈ کرائے کے پکڑتے ہیں سیدھا آکے یہاں پہنچ جاتے ہیں تو اُن کی روک تھام کے لیے بھی کچھ ہونا چاہیے۔ دوسری بات سر! میں قرارداد کے حوالے سے عرض کروں گا آپ کی خدمت میں یہاں جب قرارداد کی کوئی ایک آجاتی ہے تو یہاں ہمارے جتنے اسمبلی کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں میری اُن کی خدمت میں عرض ہے پھر آپ لوگ جو ہے نہ جمعہ بازار لگادیتے ہیں قراردادوں کا، میں as a

member آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ جتنی آپ لوگوں نے قرارداد پاس کیں اُس کا فیڈریشن سے کیا جواب آیا؟ کیا اُس پر عمل ہوا ہے۔ یا پھر وہ لگ جاتی ہے کہ ایک آدمی کی قرارداد ہوتی ہے ساتھ میں چھ قراردادیں اور بھی آجاتی ہیں۔ اور آپ لوگ سارا ایوان کیوں کہ کسی کے گھر سے کچھ نہیں جاتا ہے قرارداد پاس کر دیتے ہیں۔ مگر جو genuine قرارداد ہوتی ہے صوبے کا مسئلہ ہوتا ہے صوبے کے عوام کا مسئلہ ہوتا ہے یہاں کے مفادات کا مسئلہ ہوتا ہے پھر وہ کیوں کہ چھ قرارداد ایک ساتھ پاس ہوتی ہیں جو اصل genuine ہوتی ہے جو واقعی ایک need ہوتی ہے ضرورت ہوتی ہے صوبے کی یہاں کے لوگوں کی وہ پھر رہ جاتی ہیں۔ تو میری عرض ہے آپ لوگوں کے اسمبلی کے ممبران کی بھی اور آپ کی خدمت میں بھی کہ جب بھی قرارداد پاس کرنی ہو تو ایک procedure بنائیں کہ سارے ایک دفعہ بیٹھ جائیں جو genuine چیز ہونی چاہیے اُس کو لانی چاہیے، جو غیر ضروری ہو صرف یہ کہ آپ نے پاس کیا ہے تو میں سیاسی آپ کا مخالف ہوں میں بھی دو قراردادیں بیچ میں ڈال دوں اس لیے آج تک وہاں سے کوئی response ہمیں نہیں ملتا۔ یہ ہمارے دوستوں نے جو point of order raise کیا ہے اس پر آپ کو مہربانی کر کے غور کرنا چاہیے اور اس مسئلے کا حل کرنا چاہیے اور ایسے ہی ایک کمیٹی بنانی چاہیے جو فیڈرل گورنمنٹ سے خط و کتابت کرے اور کہے کہ جی ہماری یہ یہ قراردادیں آئی ہیں تو اِن کا آپ نے ہاں یا نا جو بھی آپ نے کوئی جواب response کیا ہے یا نہیں ہے۔ تاکہ ہم آپ کے توسط سے وہ اسمبلی کے سامنے رکھی جائے اور اُن کو بتایا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ اچھا یہ جواب پارلیمانی لیڈرز کی میٹنگ ہوگی نہ سیکرٹری صاحب آپ بھی نوٹ کر لیں۔ سی ایم صاحب بھی بیٹھیں گے اور میں بھی اِنکی خدمت میں ہوں گا اُس میں یہ سب ایجنڈے پر لے آئیں چیزیں۔ گارڈز کی، سیکورٹی کی، مراعات کی interprovincial must lie separate

جی جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ honorable speaker صاحب۔ اسپیکر صاحب میں پچھلے کرسمس پر بھی میونسپل کارپوریشن کی تنخواہیں جو اُن کو نہیں دی جاتی اُس پر میں نے بات کی تھی اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کی رولنگ کے بعد اُن کو دو مہینے کی تنخواہیں release کی گئی تھیں اُس کے بعد پھر ابھی جناب اسپیکر صاحب sunday کو easter ہے، یہ کرسمس سے بھی بڑا ہمارا تہوار ہے اور اس تہوار میں ہمیں لازمی بات ہے کہ تنخواہوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہاں میں نے اخبار میں پڑھا تھا عید ابھی بہت دور تھی تو اخبار میں آ گیا تھا کہ 25 تاریخ کو سب کو عید کی تنخواہیں دی جائیں۔ لیکن easter جناب والا دو دن کے بعد

ہے ابھی تک اُنکو پچھلے مہینے کی تنخواہ نہیں دی گئی ابھی بھی وہ احتجاج پر ہیں۔تو میں نے کہا تھا کہ آیا لوکل گورنمنٹ کے سیکریڑی صاحب کو یا administrator کو بلا کے اِن کی کم سے کم سالانہ جو ہے نہ اِن کی accounts میں اِن کی تنخواہیں transfer کی جائیں یہ تو آئے دن کا اسپیکر صاحب مذاق بن چکا ہے اور ہمیں بھی شرم آتی ہے کہ ایسے چھوٹے چھوٹے issues پر ہم بات کریں جو اُن کا right بنتا ہے جو اُن کا حق ہے وہ کیوں نہیں دیا جاتا آخر کوئی اس میں problem ہے تو ہم نمائندے جو ہم تین نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں بتائیں کہ وہاں میونسپل کارپوریشن میں زیادہ تر عملہ minorities کا ہے۔تو اُن کو کیوں تنخواہیں نہیں دی جاتی کیوں اُن کو overtime نہیں دیا جاتا۔آئے دن وہ کیوں احتجاج پر بیٹھتے ہیں جس سے ہمیں بھی اسمبلی میں بات کرنی پڑتی ہیں ہم گورنمنٹ کے نمائندئے ہیں لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ کل کا دن ہے کیوں کہ کل friday ہے کل بھی ہماری بہت اہم good friday کی عبادت ہے۔اوراس کے علاوہ اُن کے پاس تنخواہیں نہیں ہیں کہاں سے اس مہنگائی کے دور میں وہ گزارا کریں تو اُن کا جو حق بنتا ہے advance تنخواہیں یا بونس تو چھوڑیں جو اُن کا right بنتا ہے وہ تو خدارا دے دیں۔اور یہ پچھلی دفعہ بھی آپ کی رولنگ سے ہوا تھا تو آپ بھی کب تک جناب اسپیکر صاحب رولنگ دیتے رہیں گے اس کا کوئی mechanism بنایا جائے کہ finance جو ہے اگر کہیں finance میں کوئی problem ہے ہمیں بتایا جائے۔

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں بیٹھیں میں کرتا ہوں۔سیکرٹری صاحب administrator کو message دیں کہ فوراً آجائیں اسمبلی ٹھیک ہے نہ message دیں کسی کے ذریعے فوراً آجائیں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! یہ صرف کارپوریشن کا نہیں پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: پہلے تو اِن کا easter کا مسئلہ ہے۔

میر یونس عزیز زہری: minority کے ہمارے ہر جگہ پر ہیں خضدار میں بھی ہیں بیلہ میں بھی ہیں سب جگہوں میں ہیں۔

جناب اسپیکر: دمڑ صاحب اُن کو منگوالیں اور ذرا آپ as finance minister کہاں رُک گئے پیسے وہ ذرا اپنی information کے لیے کرلو۔

جناب مکھی شام لعل: سر! سیکرٹری کو بلالیں پورے بلوچستان میں جہاں بھی یہ مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری لوکل گورنمنٹ آئے ہوئے ہیں۔آج تو پکڑے نہ کرسچن کمیونٹی کو نہ اُن کا فوراً ہے دوسرا، دیوالی ہوتا تو۔جی بالکل۔

جناب اسپیکر: جی بالکل سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو منگوالیں اور آپ فنانس منسٹر اس پر آپ ذرا بیٹھ جائیں ان کو علیحدہ اپنے چیمبر میں۔ آج کل کس کے پاس ہے۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر برائے منصوبہ بندی و ترقی): سی ایم صاحب کے پاس ہے۔

جناب اسپیکر: یہ تو بہت اچھی بات ہے سی ایم صاحب تو سارے کاغذوں پر دستخط کر کے دیتے ہیں لیکن پھر اس پر عمل بھی ہو۔ سارے محکموں میں چلیں wait کرتے ہیں۔ سی ایم صاحب ذرا شہباز شریف کو مبارکباد دیدیں نہ پھر آجائیں واپس۔ message دیں جی سی ایم صاحب کو۔ کہ مبارکباد دے کے اسمبلی والے انتظار کر رہے ہیں آپ کا۔ وقفہ سوالات میں کیوں؟ ایک منٹ زیرے صاحب بیٹھیں۔ لیلیٰ بی بی آئی نہیں ہیں ایکسائز کے کون سوالات کے جوابات دے گا؟ تو پھر اُن کے سارے اس لیے تو میں point of order پر گیا۔ نہیں زمرک صاحب تو بیٹھے ہیں لیکن ہمارے ایکسائز کے آئیں نہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: جناب اسپیکر! next اس میں رکھ دیں۔

حاجی زابد علی ریکی: جناب اسپیکر یکم جون کو یہ سوال ہم نے جمع کیا تھا اسمبلی میں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ جوابات سے satisfied ہیں؟

حاجی زابد علی ریکی: نہیں وہ نہیں آئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا ایک اور گزارش ہے احسان شاہ صاحب ایک اور بھی یاد کرائیں۔ ایک پھر چیف ویب بھی ہوتا ہے treasury benches کا جو organise کرتا ہے چیزوں کو۔ اور ایک منسٹر نہیں آرہا ہو تو دوسرے منسٹر کے ذمہ ہوتا ہے اُن کی briefing ہوتی ہے کوئی اسمبلی کچھ تو ہم ممبر میں اور آپ بوڑھے ہو گئے ہیں مزاج بالغ نہیں ہوا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر برائے خوراک): جناب اسپیکر اگر اجازت ہو۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ بیٹھیں you are there آپ کے تو میں کر رہا ہوں۔ یہ ایکسائز کا مسئلہ ہے لیلیٰ بی بی کا۔ یہ کریں. pending they be again re-asked ہاں defer کریں جی اور ڈپٹی اسپیکر کو تیار کریں وہ بھی آئیں۔

جناب اسپیکر: ۔وقفہ سوالات۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 609۔ سید عزیز اللہ آغا صاحب۔ 536 اچھا میرے زابد پہلے آپ کریں نہ 536؟

حاجی زابدعلی ریکی: ٹھیک ہے question نمبر 536؟

☆536 میر زابدعلی ریکی، رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 جولائی 2021

کیاوزیرخوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 30 نومبر 2021، 21 جنوری اور 22 فروری 2022 کو موخرشدہ

مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں محکمہ خوراک واشک، لسبیلہ، تربت، اور بارکھان اضلاع کے لئے کل کسقدر اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔ان کے نام، گریڈ اور تعداد کی تفصیل دی جائے۔

وزیرخوراک: جواب موصول ہونے کی تاریخ 9/اگست 2021۔

مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں محکمہ خوراک واشک، لسبیلہ، تربت، بارکھان اضلاع کے لئے مندرجہ ذیل اسامیاں تخلیق کی گئیں ہیں:۔

(ڈسٹرکٹ لسبیلہ)

سریل نمبر	نام اسامیاں	گریڈ	تعداد آسامی
1	جونیئر کلرک	BPS.11	01
2	چوکیدار	BPS.01	01
3	نائب قاصد	BPS.01	02
		کل تعداد	**04**

(ڈسٹرکٹ بارکھان)

سریل نمبر	نام آسامیاں	گریڈ	تعداد آسامی
1	چوکیدار	BPS-01	02

مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں ضلع تربت اور واشک کے لئے کوئی اسامی نہیں دی گئی ہے۔

وزیرخوراک: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: اور کوئی supplementary۔

جناب زابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے question دیا تھا کہ 22-2021ء کے بجٹ میں واشک، لسبیلہ، تربت اور بارکھان اضلاع کی کل کسقدر آسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔ان میں سے district لسبیلہ اور district بارکھان کے ہیں اور باقی district جو واشک ہے آسامیاں نہیں دی گئی ہیں۔تو

جناب اسپیکر صاحب! میں نے کہا کہ ابھی تو نئی کابینہ آئی ہے نیا CM آیا ہوا ہے۔ یہ جو بجٹ 22-2021 کا پرانے CM جام کمال صاحب کے وقت میں تھا۔ تو ابھی منسٹر بیٹھے ہیں وہ کیا کہتے ہیں مجھے بتادیں آنے والے بجٹ میں یہ پرانے تو چلے گئے۔ یہ اللہ کا نظام ہے جناب اسپیکر صاحب! جس میں واشک مظلوموں کے اوپر ظلم کیا اللہ تعالیٰ نے اُس کو کہاں تک پہنچا دیا۔ جس نے واشک کے عوام کے اوپر ظلم کیا تو واضح یہی ہے ہمارے جام کمال صاحب تھے سابقہ CM تھا۔

جناب اسپیکر: بس کسی کو ابھی کیا کہنا رمضان کا مہینہ ہے۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر صاحب! یہ جام صاحب کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جام صاحب کے سامنے پھر بات کریں ابھی جام صاحب کو چھوڑیں سوال پر آجائیں۔ جام صاحب پر ہم کو تکلیف ہوتی ہے آپ ایسی بات نہ کریں۔ وہ ہمارے بزرگ ہیں ہمارے چیف منسٹر رہ چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: زمرک صاحب بحث میں نہ پڑیں نہ۔

جناب زاہد علی ریکی: زمرک صاحب آپ بتادیں آپ کے بزرگ رہے ہیں ٹھیک ہے جو ظلم اُس نے کیا ہوا ہے میں اُس کے بارے میں چپ تو نہیں رہ سکتا ہوں۔

وزیر خوراک: آپ question کا جواب تو سن لیں پھر آپ ظلم کی بات کریں۔

جناب زاہد علی ریکی: میں نے آپ کو نہیں کہا ہے میں نے جس کو کہا ہے وہ مجھے جواب دیدیں۔

وزیر خوراک: آپ جواب تو سن لیں پھر ظلم کی بات کریں۔ یہ کیا طریقہ کار ہوتا ہے بجٹ کا کیا طریقہ ہوتا ہے finance جو ہے وہ کس طرح اس کو کرتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ اس میں چیف منسٹر ہوں اور منسٹرز ہوں اضلاع کو دیکھو آپ کے پاس جو سوال آیا ہوا ہے آپ میرے بھائی ہو، آپ ذرا طریقے سے اس پر بات کریں۔ ٹھیک ہے ضروری نہیں ہے ہر چیز میں اگر آپ کیلے کے چھلکے پر بھی سلپ ہو جائیں تو جام صاحب نے اس کو رکھا ہے یہ نہ کریں۔۔۔ مداخلت۔۔۔ جام صاحب، جام صاحب ہے چھوڑ و یار اس سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔

جناب زاہد علی ریکی: زمرک صاحب جو بھی floor ہو انشاء اللہ اُس نے ساڑھے تین سال جو واشک کے عوام کے ساتھ ظلم کیا ہے آپ کو کیا آپ تو اُس کے ساتھ کابینہ میں تھے۔

وزیر خوراک: سارے تھے ایک میں تو نہیں تھا۔

جناب زاہد علی ریکی: چاہیے 2018 سے لیکر 21 تک چاہیے 23 ہو چاہیے انشاء اللہ میں اُس کو اسمبلی میں نہیں چھوڑوں گا میرا حق بنتا ہے جناب اسپیکر صاحب!

(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the house

جناب زابد علی ریکی: میرا حق بنتا ہے مجھے عوام نے جناب اسپیکر صاحب! بھیجا ہوا ہے۔آپ بتادیں

وزیر خوراک: میں نے ابھی تک جواب ہی نہیں پڑھا۔

جناب زابد علی ریکی: میں نے تو آپ کو نہیں پوچھا نہ میں نے دوست سے پوچھا کہ قصوروار کون ہے۔ جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: رمضان کا مبارک مہینہ ہے تھوڑا تحمل سے کام لیں۔

جناب زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میرے دوست نے پوچھا کہ قصوروار کون ہے میں نے نام لیا، کہتا ہے آپ نے کیوں نام لیا ہوا ہے۔ میں تو نام لوں گا بھئی اُس کا لحاظ تو نہیں کروں گا۔

وزیر خوراک: اچھا ابھی سن لو یار بھئی سن لو پرواہ نہیں ہے آپ جو کہتے ہیں کہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زمرک صاحب آپ چیئر کو address کریں۔

وزیر خوراک: بھائی آپ لوگوں کی طرف تھوڑی گرمی زیادہ ہے اس وجہ سے روزہ بھی تھوڑا سخت ہوتا ہے پرواہ نہیں ہے۔ زابد صاحب یہ جو ہوتا ہے یہ آسامیاں جب رکھتے ہیں وہ حالت کو دیکھ کر district کو دیکھ کر۔ وہاں پر شاید آپ کے پاس کوئی اور vacancy خالی ہو۔ تو پھر وہاں پر نہیں رکھتے یہ ضروری نہیں ہے کہ جتنے بھی vacancies جو ہیں ابھی جو بجٹ آتا ہے اُس میں finance بیٹھتا ہے اس میں جو طریقہ کار ہوتا ہے وہ سارے districts سے اپنی رپورٹ لیتے ہیں اور وہ district کی بنیاد پر جو ہے وہ اُن کو جہاں وہ خوراک کی وہاں پر کوئی گودام ہو کوئی وہاں پر اُن کا setup ہو تو اُس setup کے مطابق اُن کو vacancies جو ہے وہ دے دیتے ہیں بجٹ میں اُن کو رکھتے ہیں۔ اگر آپ کو وہ کوئی اس میں ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو ہم آپ کے ساتھ جائینگے finance میں کہ بھئی واشک کے لیے special vacancies اس بجٹ میں رکھیں گے آپ کے لیے۔ واشک ہمارا اپنا ضلع ہے آپ ہمارے بھائی ہو میں ویسے ہی اس forum پر یہ کہتا ہوں کہ آدمی اگر موجود نہ ہو تو ٹھیک ہے موجودہ ہو تو سوال کر سکتے ہیں۔ میں موجود ہوں تو آپ مجھ سے سامنے بات کرو یہ نہ ہو کہ کوئی موجود نہ ہو تو آپ اس کے پیچھے لگ جائیں۔ وہ پھر آپ کی اپنی مرضی ہے تو یہ اس طریقے سے ہوتے ہیں میرے اس میں کوئی وہ نہیں ہے انشاءاللہ رکھیں گے۔

جناب زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! واشک میں تین تحصیلوں میں گودام ہے بیسمہ میں بھی ہے

واشک ہیڈ کوارٹر میں بھی ہے اور ماشکیل میں بھی ہے بالکل department نے منسٹر صاحب پچھلے سال اپنے دیئے تھے finance کو دیئے تھے department میں بھی دیئے تھے۔ کہ ہماری یہ یہ پوسٹیں ہمیں ان گوداموں کے لیے ضرورت ہیں۔ تو ابھی آپ آئیں انشاءاللہ visit بھی کریں آپ آجائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔

جناب زاہد علی ریکی: چلو thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: سید عزیز اللہ آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 609 دریافت فرمائیں؟

☆**609 سید عزیز اللہ آغا، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 6 اگست 2021

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 30 نومبر 2021، 21 جنوری اور 22 فروری 2022 کو موخر شدہ

مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں محکمہ خوراک پشین، جھل مگسی اور قلعہ عبداللہ اضلاع کیلئے کل کسقدر اسامیاں تخلیق کی گی ہیں ان کا نام گریڈ اور تعداد کی ضلع وار اسامی وار تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک:

مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں محکمہ خوراک پشین، جھل مگسی اور قلعہ عبداللہ اضلاع کے لیے کوئی آسامی تخلیق نہیں کی گئی ہے۔

وزیر محکمہ برائے خوراک: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سید عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! انجینئر صاحب ہمارے لیے بہت قابل احترام ہیں ان کی طرف سے جواب آیا ہے کہ کوئی آسامی create نہیں کی گئی۔ پشین اور اس کے علاوہ جتنے بھی اضلاع ہیں یہاں اسامیاں create نہ کرنا۔ میرے خیال میں ضلع پشین اور دوسرے اضلاع کے عوام کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ وزیر موصوف اگر یہ وضاحت فرمادیں۔ کہ آنے والے بجٹ میں ان اسامیوں کے حوالے سے وہ کیا plan رکھتے ہیں نوازش ہوگی آپ کی۔

وزیر خوراک: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ بات بالکل صحیح ہے پشین جو ہے جھیل مگسی ہے قلعہ عبداللہ ہے یہ بڑے اضلاع ہیں اور اس طرح ہمارے صوبے میں بھی اور بڑے ضلع ہیں جس میں ہماری حکومت یہی ہر وقت یہ وعدے کرتی ہے۔ کہ جی ہم روزگار دینگے اور روزگار کی بنیاد پر جو ہے ہم وہ بیروزگاری دور کریں گے۔ حقیقتاً میں vacancy رکھنا ایک روزگار دینا یہ پورے خاندان کے ساتھ ایک انصاف ہوتا ہے اگر ایک بندے کو ہم نوکری دیتے ہیں تو آپ سمجھیں کہ اُس پورے خاندان کو ہم نے جو ہے اُس کو روزگار فراہم کر دیا۔ میں اس سے اتفاق کرتا

ہوں انشاءاللہ جو آنے والا بجٹ ہے اُس پر بیٹھ جائینگے اور خوراک کے محکمہ میں اگر ہم تھے انشاءاللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس میں جو جو بڑے اضلاع ہیں اور جن کا حق بنتا ہے اور جن کو نہیں ملے تھے پچھلے دور میں اگر جس کو بجٹ میں ملے تھے تو اُس کے ساتھ تھوڑی سے رعایت کرکے اور زیادہ جس کو نہیں ملے تھے پچھلے بجٹ میں اس بجٹ میں اُن کے لیے وہ آسامیاں create بھی کریں گے اور رکھیں گے بھی انشاءاللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سید عزیز اللہ آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 610 دریافت فرمائے۔

سید عزیز اللہ آغا: سوال نمبر۔ 610

☆**610 سید عزیز اللہ آغا، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 6 اگست 2021

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 30 نومبر 2021، 21 جنوری اور 22 فروری 2022 کو موخر شدہ

مالی سال 21-2020ء کے بجٹ میں محکمہ خوراک پشین، تربت، لسبیلہ، جھل مگسی، بارکھان اور قلعہ عبداللہ اضلاع کیلئے کل کسقدر اسامیاں تخلیق کی گی ہیں ان کا نام گریڈ اور تعداد کی ضلع واسامی وار تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک: جواب موصول ہونے کی تاریخ 4 اکتوبر 2021۔

مالی سال 21-2020ء کے بجٹ میں محکمہ خوراک لسبیلہ اور بارکھان اضلاع کے لیے مندرجہ ذیل اسامیاں تخلیق کی گئیں ہیں۔

(ڈسٹرکٹ لسبیلہ)

سریل نمبر	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1	جونیئر کلرک	BPS.11	01
2	چوکیدار	BPS.01	01
3	نائب قاصد	BPS.01	02
		کل تعداد	**04**

(ڈسٹرکٹ بارکھان)

سریل نمبر	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1	چوکیدار	BPS.01	02

مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں ضلع تربت، پشین، جھل مگسی اور قلعہ عبداللہ کے لیے کوئی اسامی نہیں

دی گئی ہے

وزیرخوراک: پڑھا ہوا سمجھا جائے۔

سیدعزیزاللہ آغا: وزیرموصوف کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ایک حد تک میں اُس سے مطمئن ہوں۔لیکن منسٹرصاحب سے میری گزارش ہوگی کہ وہ کب تک پشین آئیں گےاور وزٹ کریں گےایک منسٹرکی حیثیت سے۔

وزیرخوراک: یہ تو ماما سے کہوں گا ماما جب دعوت دیں گےتو ہم آئیں گے جب آپ کہیں گےروزوں میں کہیں گے لیکن تراویح ختم ہو جائےلیکن ابھی یہ بلدیاتی الیکشن بھی آرہے ہیں تھوڑے مسئلے زیادہ ہورہے ہیں جب آپ کہیں گے ہم اورآپ ایک ہی ہیں انشائاللہ دورہ بھی کریں گے آئیں گےبھی اور دیکھیں گےبھی سب سے بڑا میں ایک چیز آپ کو بتاؤں ہمارے بلوچستان میں چار بڑے گودام اُس میں سب سے ہمارا food کا جو گودام ہےاسپیکر صاحب وہ پشین میں ہےاورپشین میں اگرآپ دورہ کریں آپ جوخریداری ہوگی وہاں پرگندم رکھیں گےاوراُسی کے حساب سے پھر distribution ہوگی تو انشائاللہ ایک دورہ رکھیں گےآپ کے ساتھ انشاءاللہ عید کے بعد چائے بھی پیئیں گےاگرآپ نے کھانا کھلایا آپ کےاور بھی مشکور ہیں گے thank you اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہرشاہ کاکڑ(سیکرٹری اسمبلی): سردارمحمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سےقاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نعیم خان بازئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرضیاء لانگو صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ نازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: غیر سرکاری کارروائی۔جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جیسے کہ آپ کو معلوم ہے رمضان کا یہ مقدس مہینہ ہے۔لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ کے اسمبلی کے گیٹ کے سامنے ہمارے انتہائی قابل قدر استاد اکرام پروفیسر صاحبان، associate professor، university کے officers، employees اس وقت آپ کے اسمبلی کے گیٹ پر سراپا احتجاج ہیں اپنے مطالبات کے حق میں ایک طرف روزہ مبارک ہے ایک طرف اتنی گرمی ہے ایک طرف وہ وہاں نعرہ بازی کررہے ہیں اپنے مطالبات کے حق میں تو یہ ایک بڑا اہم ایشو ہے یونیورسٹی ہمارے لیے ہمارے مستقبل کے لیے معمار تیار کرتے ہیں۔یونیورسٹی کے پروفیسر دنیا بھر میں انہیں احترام کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ یونیورسٹی کے پروفیسر جب آتے ہیں تو لوگ ٹریفک رک جاتی ہے۔اور یونیورسٹی کے پروفیسر کے لیے ایک عالی رتبہ ہوتا ہے۔مگر آج وہ اپنے تنخواہ کے لیے اپنے دیگر مطالبات کے لیے ابھی گیٹ پر کھڑے ہیں تو میں آپ سے request کرونگا کے آپ اجلاس کو کچھ دیر کے لیے suspend کریں۔آپ خود جائیں یہاں سینئر وزرا بیٹھے ہوئے ہیں۔وہ جا کر پروفیسر صاحبان سے ملیں وہ گیٹ پر کھڑے ہیں اس روزے میں تو یہ ہمارے لیے یقیناً as a member صوبائی اسمبلی اس اسمبلی کے لیے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔کہ ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔اور ہمارے سینئر پروفیسر جو گریڈ 20، 21 میں ہیں وہ وہاں نعرہ بازی کررہے ہیں اپنے بنیادی مطالبات چھ ماہ کی تنخواہیں انہیں نہیں ملی ہیں۔چھ ماہ سے وہ جو ہے بغیر تنخواہ کے اُن یونیورسٹی جیسے اداروں میں بیوٹمز میں بلوچستان یونیورسٹی میں باقی یونیورسٹیوں میں وہ پڑھا رہے ہیں لہٰذا میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اجلاس کو اگر آپ suspend کرتے ہیں 10 منٹ کے لیے سینئر وزراء یہاں بیٹھے ہوئے ہیں احسان شاہ صاحب ہے، یہاں ہمارے زمرک صاحب ہیں باقی ابھی جو سینئر وزراء ہیں وہ جا کر کے عبدالخالق ہزارہ صاحب ہیں وہ جا کر کے ان پروفیسروں سے ملیں اُن کی باتیں سنیں یہ ہمارا فرض بن رہا ہے جناب اسپیکر! یا آپ خود جا کر اُن سے ملیں۔آپ کے گیٹ پر پروفیسر کھڑے ہیں یہ بہت

بڑی بات ہے کہ پروفیسر اسمبلی کے گیٹ کے سامنے وہ احتجاج کررہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میرے خیال سے کچھ ممبر یہاں سے چلے جائیں اُن سے بات کرلیں۔زیرے صاحب دو ممبر میرے خیال سے۔ order in the houseدو بندے یہاں سے چلے جائیں اپوزیشن سے دو بندے گورنمنٹ سے چلے جائیں۔دمڑ صاحب آپ چلے جائیںas a P&D Minister،زمرک خان اچکزئی صاحب وہ جائے،اُن کے ساتھ اور دو تین بندے آپ اور اصغر علی ترین صاحب چلے جائے یہاں سے ملک نصیر شاہوانی صاحب بھی چلا جائے۔آپ جائیں

جناب ڈپٹی اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 122 پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم thank youجناب اسپیکر صاحب! ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بلوچستان کا شمار ملک کے پسماندہ ترین صوبوں میں ہوتا ہے۔ملک کے دیگر صوبوں کی نسبت یہاں بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے۔اب بارڈرز کی بندش کے باعث بے روزگاری میں مزید اضافہ ہوا ہےاور علاقے کے نوجوان فاقہ کشی کرنے پر مجبور ہیں۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ صوبہ بلوچستان کے بارڈرز ایریا زجن میں قمرالدین، بادینی، نوشکی تفتان پنجگور، تربت، واشک اور بیان میں اشیاء خوردونوش اور دیگر اشیا ضرورت پر کم سے کم ٹیکس عائد کر کے ان کو تجارت کے لیے کھولنے کی بابت عملی اقدامات اٹھائے تا کہ وہاں بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہواور علاقے کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ بھی ممکن ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 122 پیش ہوئی adminisbility کی وضاحت فرمایئے۔

میر زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر صاحب آپ کو خود پتہ ہے چمن سے لیکر تفتان، واشک، پنجگور، تربت تک بلوچستان کے میں کہتا ہوں سو میں سے 80% بارڈر کا کاروبار ٹوٹل سب کے نظریں بارڈروں پر ہیں۔جناب اسپیکر صاحب! یہ بورڈ کچھ عرصے پہلے fencing کا کام شروع ہو گیا چمن سے لے کر ٹوٹل گوادر تک جا رہا ہے۔جو ہمارے ہمسایہ ممالک ایران ہے اس طرف افغانستان ہے یہ fencing کی وجہ سے کاروبار بہت سے متاثر ہو رہے ہیں ابھی خاص طور پر کچھ پوائنٹس جناب اسپیکر صاحب رکھے ہیں وہ ایف سی والوں نے وہ پوائنٹس گیٹ کچھ ایسے گیٹ ہیں جناب اسپیکر صاحب آپ کے نالج میں لانا چاہتا ہوں کچھ دن کھولے ہیں کچھ دن بند ہے پتہ نہیں کیا مسئلے ہوتے ہیں تو اسی وجہ سے بیروزگاری زیادہ دن بڑھ رہا ہے صوبائی حکومت اتنے ملازمت دے نہیں سکتا ہے کہ ہر گھر میں پانچ دس نوکریاں ملیں۔جناب اسپیکر

یہ موجودہ گورنمنٹ کا سی ایم ہمارے قدوس صاحب ہیں مہربانی گورنمنٹ وفاق سے رجوع کریں کچھ اور بارڈر گیٹ کے نسبت سے چاہے تفتان ہو، چاہے تالاپ ہو، چاہے واشک ہو چاہے آپ کے چمن ہو۔ کچھ گیٹ کھولیں جائیں تاکہ روزگار کے مواقع ہونا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! خوردنوش کے اشیاء بھی آتے ہیں۔ آپ کا ایران سے بھی آرہا ہے آپ کا افغانستان سے بھی آرہا ہے یہ کافی مہنگائی۔ مہنگائی کو آپ خود دیکھ رہے ہیں دن بہ دن مہنگائی کہاں تک گئی ہیں جناب سپیکر صاحب! ابھی اشیاء کے خوردنوش کے بھی پابندی لگا ہے اُس کے لیے بھی کوئی ایسا گیٹ کھولا جائے جناب اسپیکر صاحب! کہ کم ازکم خوردنوش کی اشیاء اس علاقے میں بلوچستان میں آکر کم ازکم سستے داموں میں ملیں گے عوام کو ریلف بھی ملتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! خوردنوش کی اشیاء میں جو میرا ضلع واشک تحصیل ماشکیل میں ہے۔ کئی عرصہ میں نے کئی بار بار سب جگہ پر میں نے کہا ہے کہ ماشکیل میں ایک جگہ ہے مزہ سر، مزہ سر میں کم ازکم آپ ایک گیٹ کھولیں۔ خوردنوش اشیاء کے لیے کم ازکم بندہ صبح جا کر سستے داموں چاہے گیس سلینڈر رہے جو بھی چیزیں ہیں خوردنوش کے۔ وہاں کے ماشکیل یا واشک یا باقی علاقوں میں دالبندین نزدیک ہے نوکنڈی نزدیک ہے کم ازکم ایک بندے کو relief ملیں۔ اور یہ کئی عرصہ میں نے جناب اسپیکر صاحب! یہ مختلف فلوروں میں یہ آواز اُوپر کیا ہے میں ابھی تک کسی نے ابھی تک میرا جواب کسی نے اس پر عمل درآمد نہیں کیا ہوا ہے۔ ابھی سی ایم بلوچستان عبدالقدوس صاحب کو اور میں کورکمانڈر بلوچستان جنرل سرفراز صاحب سے پُرزور اپیل کرتا ہوں خدارا کچھ گیٹ چاہے تفتان ہو چاہے ماشکیل مزہ سر ہو۔ چاہے تالاپ ہو کچھ ایسے گیٹ خوردنوش اشیاء کے لیے آپ کم ازکم کھولیں صبح 8 بجے سے 3 بجے تک علاقے میں آکر کم ازکم عوام کو تھوڑا relief ملیں۔ تو ابھی یقین کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کچھ گیٹ کھولے ہیں ڈیزل اور پٹرول کے۔ چاہے وہ چمن ہے چاہے sorry۔ چاہے آپ کا پنجگور رہے چاہے آپ کا ماشکیل ہے اور ڈسٹرکٹ چاغی میں ایک جگہ کا نام ہے راجے روتک، یہ گیٹ ہے وہاں خالی پٹرول اور ڈیزل آتا ہے کچھ گاڑیاں ہیں دن میں 200 یا 300 average رکھا ہوا ہے تو وہاں خوردنوش کا سامان لانے پر اس میں ممنوع ہیں ایران کی طرف سے۔ ابھی کم ازکم ایک ایسا راستہ کھولیں دونوں سی ایم صاحب اور کورکمانڈر بلوچستان جنرل سرفراز صاحب کچھ گیٹ اور کھولیں۔ خاص خوردنوش ایشاء کے لیے۔ کم ازکم عوام کو relief ملیں۔ اِس مہنگائی اور اِس حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد میں نے اسمبلی میں لایا۔ کہ عوام کو کم ازکم relief ملیں ہم محبّ وطن ہیں پاکستان ہمارا ملک ہے پاکستان ہماری سرزمین ہے ہمارے نوجوان ہمارے سارے بندے بیروزگار ہیں پہلے تو بارڈر کھولے تھے fencing نہیں تھا لاکھوں بندے اپنے کاروبار میں مصروف تھے ابھی اتنی نفرت پھیلی ہوئی ہے

اتنا ہلہ گلہ سوشل میڈیا میں چل رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ خود دیکھ رہے ہیں چمن کا بھی دیکھ سکتے ہیں باقی ڈسٹرکوں میں بھی دیکھ سکتے ہیں یقین کرو۔ بار بار ایسی ایسی باتیں آ رہی ہیں کہ بھائی ہم لوگ خودکشی کرنے کے لیے نوجوان تیار ہیں یا ہمیں ملازمت دیدیں یا کم ازکم آپ بارڈر کو کھولیں تھوڑا سختی کم کریں ہم کم ازکم اپنے کاروبار تو خود کرسکیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد سارے ہمارے MPAs بیٹھے ہوئے ہیں ابھی سردار عبدالرحمٰن صاحب آ گیا سردار عبدالرحمٰن صاحب بھی اس قرارداد کے بارے میں بات کریں۔سی ایم سے بات کریں اور کور کمانڈر جنرل سرفراز صاحب سے بات کریں۔کہ کچھ گیٹ مخصوص کھولیں۔کم ازکم وہاں لیویز بھی بیٹھے وہاں ایف سی بھی بیٹھے۔کم ازکم چار، پانچ گھنٹے دن میں وہ آئیں جائیں۔باقی سارے جھگے میں fencing ہیں جناب اسپیکر صاحب thank you!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی اکبر مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! جناب زاہد علی ریکی صاحب کی اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں ۔اور میں سمجھتا ہوں یہ اِس وقت کی سب سے اہم جو ضرورت ہیں اس وقت بلوچستان میں ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار نہیں دے سکتے ہیں تھوڑی بہت جو روزگار آتا ہے وہ بھی اِس میں تقریباً ہزاروں کے حساب سے نوجوان apply کرتے ہیں لیکن پوسٹیں جو ہوتی ہیں 20،25 یا 40 ہوتی ہیں۔تو بلوچستان میں چاہے پشتون بیلٹ ہو یا بلوچ بیلٹ ہو سب نوجوان کا تعلق اِس کاروبار سے ہے اور وہ منسلک ہیں اسی کاروبار سے تو کم ازکم وفاق حکومت کو یہ باور کرایا جائیں اُس بات پر راضی کرایا جائیں کہ اِس کو فروغ دیا جائے اور خوردنوش خاص کر ہمارے انہی علاقوں میں اگر ہمارے شہروں سے کوئٹہ اور کراچی سے جائیں تو اُن کو بہت مہنگا پڑتا ہے، جبکہ بارڈر کے علاقے سے جو ایران سے سامان آتا ہے یا افغانستان سے آتا ہے وہ اُن کو سستا پڑ جاتا ہے۔تو ایک فائدہ ہمارے لوگوں کے لیے ہے کہ چیزیں سستی پڑھ جاتی ہیں۔دوسرے بہت سارے نوجوان جو بیروزگاری کی عالم میں ہیں کئی اور کا رخ اختیار کرتے ہیں بیروزگار ہو جاتے ہیں خودکشی کی طرف جاتے ہیں۔تو یقیناً اِس state کے لیے صوبے کے لیے اور صوبے کا سب سے بڑا جو ہے ادارہ یہ ایوان ہے ہم اور آپ ذمہ دار ہیں ہماری اور آپ کی ذمہ داری بنتی ہیں کہ لوگوں کو جو ہیں اس سے نجات دلا سکے اور لوگ اس کاروبار میں منسلک ہو کر اپنا حلال روزی کما سکے۔ اِس وقت بھتے کی شکل میں یا token کی صورت میں لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔جو کچھ اُن کی کمائی ہوتی ہیں فائدہ ہوتا ہے وہ سارا اسی میں چلا جاتا ہے تو جیسے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ایک دن پہلے کہا تھا کہ token system ختم ہے بھتہ ختم ہے تو اِس کو عملی جامعہ پہنایا جائیں۔تاکہ وہاں کے موجودہ انتظامیہ جو نوجوان اِس کاروبار سے منسلک

ہیں جو غریب اِس کاروبار سے منسلک ہے تو اُن کو relief مل سکیں۔ بجائے وہ جو اُن کے لیے بچتا ہے اپنے گھر کے لیے اپنے بچوں کے لیے لے جائیں۔ وہ وہاں کے انتظامیہ پر خرچ کریں بھتے کی صورت میں۔ یا token کی صورت میں۔ اُس کو فوری طور پر ختم ہونا چاہیے اِسوقت اِس صوبے کا سب سے بڑا issue یہی ہے۔ سب سے اہم issue یہی ہے۔ اِس کو فوری طور پر منظور ہونا چاہیے اس پر عملی اقدامات اٹھانے چاہیے thank you جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر برائے محکمہ مواصلات وتعمیرات): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک یہ والی واشک زاہد صاحب کی قرارداد ہے بہت اچھی قرارداد ہے۔ میں سرکاری بنچز کی طرف سے اس کی حمایت کرتا ہوں اِس کے ساتھ ساتھ ہماری حکومت نے جو یہ ابھی نوزائیدہ حکومت ہے اِس نے چند اقدامات لیے بارڈر کے سلسلے میں۔ شاید معزز رکن کے علم میں ہوگا کہ وہ چیک پوسٹیں اور ایف سی کی جو ایک interference تھی۔ بہت ساری چیزیں انہوں نے کہا کہ چیک پوسٹ جہاں ہیں وہاں کی حد تک محدود رہے باقی throughout بلوچستان میں چیک پوسٹیں ختم کر دی گئی ہیں وہ جو policing کے اختیارات تھے کسٹم کے وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے اسی کے ساتھ ساتھ جو بارڈر ہیں یہ ایک پسماندہ صوبہ ہے۔ یہ کھانے پینے کی اشیاء آپ دیکھیں گے کہ اگر مارکیٹ میں ایرانی پانی پڑا ہوا ہے لسی پڑی ہوئی ہے کھجور پڑا ہوا ہے تو یہ چیزیں سمگلنگ کے اُس میں نہیں آتی۔ ہمسایہ جیسے ہمارے گاؤں میں دو گھر ہوتے ہیں ایک گھر میں نمک ختم ہو گیا تو ساتھ والے گھر سے ادھار لے لیتے ہیں آٹا ختم ہوگیا لے لیتے ہیں۔ تو اسی طریقے سے ہمارے برادر مما لک ہیں افغانستان اور ایران تو کچھ لوگ اس طرف آباد ہیں اُن کے رشتہ دار، بھائی، کزن دوسری طرف آباد ہیں تو یہ بڑی اچھی قرارداد ہے ریکی صاحب کی۔ کہ اِن چیزوں کو جو وفاقی ادارے ہیں اِن پر نظر ثانی کریں۔ مزید گیٹ بنا دیں لوگوں کو آپ یقین جانیں کہ چند دن پہلے مجھے ایرانی لسی بھیجی گئی اور وہ جو ہماری مقامی لسی ہے اُس سے بہت بہتر ہے۔ تو اِس طریقے سے کھجور ہیں یا مختلف چیزیں ہیں یا کھانے پینے کے اور ہیں یا بارڈر ٹریڈ جو بھی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا میں ہوتی ہیں۔ یہاں اتنی ایجنسیاں ملوث ہیں کہ وہ اگر کوئی لے کر بھی آتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ ہاتھی لاکھ کا اور جو چوہا لٹک رہا تھا اُس کے گلے میں وہ سوالاکھ کا ہو جاتا ہے۔ تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن اِس قرارداد کے حوالے سے مجھے آج صبح ٹی وی پر دیکھ کر اور ابھی سوشل میڈیا میں چل رہا ہے، کہ پچھلے دنوں جو ہمارا سیشن ہوا تھا تین دن پہلے چار دن پہلے ہم ایک قرارداد لائے تھے بلوچستان کے معروضی حالات کی وجہ سے

کہ بلدیاتی الیکشن کو۔ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم سیاستدان یا لوگ بلدیاتی الیکشن سے بھاگ رہے ہیں۔آپ کا good Chair موجود تھی۔مجھے دلی طور پر صدمہ ہوا اور میں تھوڑا سا اس پر بات کر کے پھر میں آگے چلتا ہوں کہ ایک قرارداد جو متفقہ طور پر 65 کے 65 ایوان نے پاس کی یہاں سے۔وہ مجھے آج کوئی بتا رہا تھا کہ پہلے جو ہماری قراردادیں لوکل بنیاد پر ہوتی تھی تو اب جب پکوڑوں کی ریڑھی کھڑی ہوتی تھی تو وہی قرارداد کے کاغذ پر ہم پکوڑے کھاتے تھے۔تو آج ہم نے ایک august house ہیں۔یہ میں بتادینا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ بالاترین ادارہ ہے ہرادارے سے بالاتر ہے اور ایک مقدس ایوان ہے چاہے وہ صوبائی کا یا قومی کا ہے چیف الیکشن کمشنر صاحب کے ریمارکس چل رہے تھے کہ اُن کی کیا حیثیت ہے۔تو اس سے میرا خیال ہے کہ یہ بلوچستان اسمبلی کا آپ کے good office سے لے کر ہم جتنے بھی پارلیمنٹرین ہیں۔اور خاص کر یہ جو ایک چھوٹا سا ہال ہے یہ ایک ہال نہیں ہے چند گز پر بنا ہوا یہ پورا بلوچستان ہے۔میرا خیال ہے کہ آئین قانون یا اخلاقیات میں کسی کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ کہیں کہ اس کمرے کی یا اس بلوچستان کی یا اس august house کی کیا حیثیت ہے۔تو میں اس کو fully طور پر condemn کرتا ہوں۔

(معزز اراکین اسمبلی نے ڈیسک بجائیں)

اور مَیں آپ کے آفس سے گزارش کرونگا۔کہ اس سے پہلے کہ میں تحریک لاؤں۔آپ سے میری گزارش ہے کہ immediately آپ کی good office کی طرف سے ایک letter چلا جائے چیف الیکشن کمشنر کو، کہ کیا یہ جو میڈیا پر چل رہا ہے۔یہ واقعی الفاظ تھے یہ آپ کے remarks تھی۔اگر وہ yes میں جواب دیتا ہے۔تو پھر میں اس کے خلاف تحریک لاؤنگا۔اس august house کی بے عزتی کی ،ہم تمام parliamentarian کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں تحریک استحقاق لاؤنگا بحیثیت treasury benches سمجھے یا ایک بحیثیت parliamentarian کے یا اس بلوچستان کے son of soil تو میرے خیال ہے کہ میری ریکویسٹ آپ ضرور اس پر غور کرینگے۔کہ ایک لیٹر لکھا جائے immediately کہ یہ کیا ہے اگر وہ apologies کرتے ہیں good نہیں تو میں تحریک استحقاق ضرور لاؤنگا نہ کے خلاف تو اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں۔اُمید کرتا ہوں کہ اس قرارداد کے بارے میں بھی وفاق کے یہ الفاظ نہیں ہونگے کہ جی ان کی کیا حیثیت ہے thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی میڈم شکیلہ دہوار صاحبہ آپ لوگ قرارداد پر بات کریں۔

میڈم شکیلہ دہوار صاحبہ: thank you so much جناب اسپیکر! میر زابد علی ریکی صاحب کی اس

قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔ جناب اسپیکر! اس کے اگر ہم بہت deep میں جا کے دیکھ لیں۔ کہ کسی بھی معاشرے میں جب آپ کے لوگ economically stable ہوتے ہیں وہ جرائم کی طرف نہیں جاتے ہیں۔ اور ان کا دارومدار جو ہے نہ اپنے کاروبار اہنی زندہ گی اپنے روزگار پر ہوتا ہے۔ لیکن المیہ یہ کہ بلوچستان ایک ایسی سرزمین ہے جو بارڈرز سے link کرتی ہے بہت سے ممالک شاید ٹورازم پر چلتے ہیں لیکن جو ہماری سرزمین ہے چاہے یہاں ایران بارڈر سے ہم منسلک ہیں۔ چاہے افغانستان سے ہیں جو trade کی صورت میں وہاں سے چیزیں جو بھی آتی ہیں۔ چاہے اشیاء خوردونوشی ہو۔ چاہے گاڑیوں کی صورت میں ہو۔ کسی بھی صورت میں میرا خیال ہے اگر اس کو تھوڑا سا technology چیزوں کو دیکھ کے ہم اس کو streamline کریں میرا خیال ہے کہ بلوچستان کا ہر بندہ ایک ایک economy ایک strong اور ایک اچھی life گزار سکتا ہے۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کی جہاں تک ہم رقبہ کی بات کرتے ہیں۔ اور ان کی بارڈرز ایریاز کی بات کرتے ہیں اسی اگر ہم بے روزگاری کا ریشو دیکھیں بارڈرز اگر بند ہوگئیں۔ تو لوگ جو بارڈرز سے منسلک ہیں وہ بے روزگار ہوگئیں جو اس کی حالت یہ ہے کہ ہم Job نہیں دے سکتے ہیں 100% لوگوں کو سال بہ سال جب بے روزگار ہوتے ہیں تو جرئم کی طرف جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اسی طرح مالدیپ کی مثال دونگی کہ مالدیپ کیونکہ ایک ایسی ملک ہے اُس نے اپنی کانفرنس کی تھی سمندر کے اندر اُن کی کانفرنس ہوئی تھی کہ کوئی بھی دنیا ایسی زمین اتنا حصہ دے دیں ہمیں کہ ہم جا کے اپنا جو ملک ہے ہم اُس کو وہاں شفٹ کردیں اور وہاں جا کے آباد ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے اگر بلوچستان کو اتنا وسیع سرزمین اپنے پاس ہے لیکن ہم اُس کو utilize نہیں کرتے ہم economically جو ہے نہ اپنے لوگوں empower نہیں کر پا رہے ہیں ہمارے پاس نان کسٹم پیڈ گاڑیاں بھی آتی ہیں آپ کی دُنیا کی مہنگی ترین اور اچھی گاڑیاں آپ کے بارڈرز پر ویسی گاڑیاں ہیں کوئی ٹیکس کا mechanism بنائیں جائے۔ کہ اُن گاڑیوں کو جب یہاں تک لایا جاتا ہے کوئی tax paid اُن کا ہوتا کہ وہ سستے taxes دے اگر یہ میں آپ کو شرطیہ بتاتی ہوں اس طرح کی بارڈرز اور اس طرح opportunity اگر بلوچستان سے ہٹ کے کسی صوبے میں ہوتے تو میرے خیال میں وہ اُسکو technically کو ان تمام چیزوں کو ایسی streamline کرتے کہ اُن کو دوبارہ کسی سے پیسے لینے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی لیکن شاید یہ ہماری بدبختی ہے کہ جس طرح ہم اپنے لوگوں کو economically بجائے empower کرنے کی ہم اُن کو اس حد تک لائے ہیں کہ وہ اپنے نان شبینہ کے محتاج بن جاتے ہیں اور اُس کے بعد ظاہر ہے definitely they will go to Crime غلط stracks پر چلے جاتے ہیں تو لہٰذا میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں اور اس

اُمید کے ساتھ کہ نہ صرف یہ قرارداد یہاں سے جائیں کوئی ایسا mechanism بنائیں کہ جتنی بھی یہ trades جو بارڈرز سے آتے ہیں چاہے وہ اشیاء خوردنوش کی صورت میں ہے چاہے وہ ہماری گاڑیوں کی صورت میں ہے تو جناب اسپیکر! اُن کو ایسا بنایا جائے کہ ہمارے لوگوں کی آنے والی جو ہمارے نسلیں بھی ہے وہ بھی اس سے مستفید ہو اور economically ہمارے جو ہے نہ لوگ ایسے empower ہو۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ قرارداد پر جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر شاہوانی صاحب: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میر زابد علی ریکی کی اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان اس ملک کا سب سے بڑا رقبے کے لحاظ سے وسیع اور عریض صوبہ ہے۔ لیکن پسماندگی کے لحاظ سے ترقی کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلوچستان کو بہت سارے وسائل سے مالا مال کیا ہے مختلف اقسام کے معدنیات اس سرزمین پر پائے جاتے ہیں, سونا، چاندی، تانبا ہے, اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو ایک وسیع اور عریض سمندر بھی دیا ہے اور ساتھ ہی زراعت اور گلہ بانی کے حوالے سے بھی یہ صوبہ جانا جاتا ہے۔ ہمارے لوگوں کا اکثر ذریعہ معاش جناب اسپیکر صاحب! تقریباً 80% لوگ یا زمینداری کرتے ہیں یا گلہ بانی کرتے ہیں۔ لیکن حالیہ خشک سالی کی وجہ سے اور چند سال قبل ایک طویل خشک سالی بلوچستان کے اندر چلی جس سے ہزاروں چشمہ جات، ٹیوب ویل، باغات خشک ہو گئے اور زمینداروں کے اربوں روپے کے نقصانات ہوئے بے روزگاری ہے ایک بارڈر ٹریڈ ہے جو ہمارے صوبے کے بارڈر اس وقت افغانستان سے بھی touch ہے اور اس کے ساتھ ایران بھی ہمارے بارڈر کے ساتھ تو یہ دو ممالک کے ساتھ ہم کاروبار بھی کر سکتے ہیں ہمارے لوگوں کو روزگار بھی مل سکتا ہے ان بارڈرز کے ساتھ منسلک جو علاقے ہیں قمر دین کاریز جس طرح بادینی کی مثال دے دی گئیں تفتان ہے نوشکی ہے پنجگور ہے تربت، واشک، چمن یہ تمام ایریاز میں لاکھوں لوگ بارڈر ٹریڈز سے منسلک تھے یا تیل کا کاروبار کرتے تھے یا ان ممالک سے اشیاء خوردنوش آتے ہیں اور ایک بہت بڑی وسیع عریض علاقے میں جو ہے یہ کاروبار ملک کے دیگر صوبے تک بھی چلا جاتا ہے لیکن حال ہی میں جس طرح بارڈر کو بند کیا گیا جس میں لاکھوں لوگ جنہوں نے اپنی جمع پونجی اس بارڈر پر لگائی تھی گاڑیاں خریدی تھی تیل کے ساتھ وابستہ نہ تھے اُن کو ایک دم ایک ٹوکن سسٹم کر دیا گیا اور چند لوگوں تک اس کو محدود کر دیا گیا تو جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ صوبائی گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس صوبے کے عوام جو شدید خشک سالی سے دوچار ہے اور ان کی اکثر روزگار اسی سے وابستہ ہے تو بارڈر ٹریڈز کو دوبارہ کوئی نام دے کر کوئی قانونی طریقہ کار نکل کر یہ لوگ جو کاروبار کرتے تھے ان کو دوبارہ اُسی کاروبار اُن کے

کاروبار کو چلایا جائے میں بھی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ رولنگ دے دیں صوبائی حکومت کو کہ وہ وفاق کے ساتھ بیٹھ کر ان کاروباری لوگوں کیلئے جو بارڈر سے وابستہ تھے جو بے روزگار ہوئے ہیں دوبارہ اُن کیلئے کوئی بندوبست کیا جائے بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر برائے محکمہ خوراک): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! زابد ریکی صاحب نے جو قرارداد پیش کی۔حقیقت میں ہم نے پہلے بھی دو تین دفعہ قراردادیں آئی ہیں اس طرح۔لیکن آج بھی یہ موقع صحیح ہے کہ اس نے جو قرارداد پیش کیا ہے، حقیقت میں یہ بہت اہمیت رکھتی ہے اور حمایت بھی کرتا ہوں لیکن اسپیکر صاحب! کچھ چیزیں بتادو بلوچستان کے حوالے سے جسطرح حاجی نصیر احمد صاحب نے کہا۔ہمارا ایک بہت بڑا صوبہ ہے رقبے کے لحاظ سے اور اللہ نے ہمیں سب کچھ اس میں دیا ہوا ہے۔قدرتی خزانے بھی دیئے ہوئے ہیں وسائل بھی ہیں۔ہر چیز سونے سے لیکر copper تک اور گیس تک اور کوئلے تک کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔اُس کو تو ہم نے صحیح طریقے سے استعمال نہیں کیا۔کیونکہ اس میں کمزوری ہماری وفاق کی ہے اور وفاق کے ساتھ ہماری اپنی کمزوری ہے کہ ہم نے اپنے ساحل اور وسائل پر اختیار ابھی تک حاصل نہیں کیا ہے۔اور اس پر زیادہ تر اختیار جو ہیں ابھی تک وفاق کا ہے اور دوسری بات جو ہیں جو سب سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔تو اللہ آپ کو کچھ چیزیں دیتا ہے سونا دیتا ہے، گیس دیتا ہے، قدرتی خزانے دیتے ہیں وہ اور بات ہے وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اُس کو ہم نے استعمال نہیں کیا ہے اس میں بھی ہماری غلطی ہے۔لیکن کچھ جو ملکوں کا دارومدار ہوتا ہے جو صوبوں کا دارومدار ہوتا ہے وہ تجارت پر ہوتا ہے۔تجارت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور تجارت میں پھر سب سے اہمیت رکھتی ہے وہ بارڈر ز ایریا رکھتے ہیں۔ہمارے بلوچستان کے پاس اگر آپ اندازہ لگالیں تو کوئی 11 سو کچھ مَیں غلط ہونگا، شاید آگے پیچھے ہوگا یہ بارڈر ہمارے افغانستان کے ساتھ ہے کوئی نو سو کلومیٹر ہمارا ایران کے ساتھ ہے اور پھر سب سے جو بڑی ہماری فائدے کی بات ہے وہ سمندر ہے اور آٹھ سو کلومیٹر ہمارے پاس کوسٹل ایریا جو سمندر ہے۔جس کو ہم گوادر کہتے ہیں کہ گوادر کو آباد کرلو اس میں تو مَیں کہتا ہوں کہ ریکی صاحب اگر اس کو مشترکہ قرارداد بنائیں اور اس میں گوادر کا بھی ڈال دیں گوادر بارڈر ہے نہیں ہے لیکن بارڈر ہے وہ تجارت کیلئے ہم نے ان کو کہا ہے کہ وفاق سے کہ ہم نے چائنا کو دیا اُس سے پہلے سنگاپور کو دیا ہے کیا فائدہ ہمیں ملا ہے۔آج تک گوادر کو اگر ہے تو گوادر کو ہم چلائیں۔ہمارے ریوینو اتنی بڑھ جائیگی۔آج کیوں ہم پیچھے ہیں؟ ہم اپنا بجٹ کیوں نہیں بنا سکتے ہیں خسارے کا بجٹ کیوں بنتے ہیں اس لیے کہ ہمارے پاس

ریو ینو نہیں ہے۔ ہمیں وہ اجازت نہیں ملی جو کراچی سے ملتی ہے جو کراچی میں آج بزنس ہوتا ہے دنیا سے جتنی بھی ships آتی ہیں۔ جتنے بھی export and import ہوتا ہے وہ گوادر میں نہیں ہو رہا ہے وہ پسنی میں نہیں ہو رہا ہے، وہ جیونی میں نہیں ہو رہا ہے، وہ اُرماڑہ میں نہیں ہو رہا ہے ایک تو نہیں ہے حب سے لیکے وہاں تک جائیں نو سو کلومیٹر ہے آپ کے پاس۔ کہاں ہمارے ساتھ وفاق نے کیا ہے۔ اس میں ہماری پارلیمنٹ کی بھی کمزوری ہے۔ ہمیں چاہیے اس میں کر لیں۔ بارڈر پر آجائیں سینٹرل ایشیاء آپ سے لگا ہوا ہے۔ آپ افغانستان کے بارڈر اور ایران کے بارڈر لیکے ایک خوش قسمتی ہے کہ انگریزوں نے ہمارے لیے ریلوئے ٹریک بھی بنایا ہوا ہے۔ آپ بارڈر تک جا کے مین چمن تک آپ کا ریلوے جا رہی ہے، آپ تفتان تک جائے آپ کا ریلوے ٹریک جا رہا ہے۔ ہم نے اس سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے۔ وفاق نے ہمیں کیا دیا ہے وہ ہفتے میں ایک ٹرین چلاتے تھے تفتان تک وہ بھی بند ہو جاتی ہے۔ ہمیں تو یہاں بزنس اتنا سینٹرل ایشیاء ابھی مَیں گیا تھا جناب اسپیکر صاحب! ہم نے ایک date processing plant لیا۔ ترکی سے وہاں ایران آیا۔ ترکی یہاں سے لنک ہے پورا یورپ یہاں سے افغانستان سے لنک ہے، ایران سے لنک ہے۔ پھر کیا کرتے ہیں وہ تو نہیں کر سکتے ہیں اپنے جو ہمارے اپنے لوکل لوگوں کے لیے ہم نے پابندیاں لگائی ہیں۔ آپ اگر جیونی سے لیکے آپ آجائے قمرالدین تک۔ آپ اس ایریا سے لیکے یہ بیابان ہیں، صحرا ہے، دشت ہے۔ یہاں جو لوگ رہتے ہیں اُن کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے۔ ہم نے اُن پر بارڈر بند کر دیا ہے اگر چھوٹا سا موٹا سا کاروبار کرتے ہیں تیل لے آتے ہیں، ڈیزل لے آتے ہیں کوئی ٹائر لے آتے ہیں کوئی بوری لے آتے ہیں اُس میں بھی ہم پابندی لگاتے ہیں۔ یہ چمن بارڈر پر کیا ہوا تھا۔ اس پر یہاں قتل و غارت ہوئی تھی ہم نے جا کے یہ ہمارے ساتھیوں نے جا کے پھر ہم نے اُس مسئلے کو حل کر دیا۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ صوبائی حکومت ایک ایسا stand لے لیں۔ چیف منسٹر صاحب سے جب وہ ہونگے، کہ بھائی ہم نے وفاق سے یہ چیزیں لینی ہے۔ ہم کسٹم کو کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہم ایف آئی اے کو کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ جب وہاں ہم جاتے ہیں جی یہ federal subject ہے۔ ابھی صوبے کے پاس کیا اختیار ہے۔ میرا صوبہ ہے یہاں ہمارا چیف منسٹر بیٹھا ہے، یہاں ہماری کابینہ بیٹھی ہوئی ہیں، ہماری اسمبلی بیٹھی ہوئی ہے یہ اختیارات ہمارے پاس ہونے چاہیے۔ اور ہم جو تجاویز دینگے اسمبلی سے اُس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ نہیں کرتے ہیں آپ نے یہ قرارداد پاس کر دیا اور وفاق کے لیے جائیگا۔ وہاں کچھرے کے ٹوکری میں پھینک دیگا کوئی اس پر توجہ ہی نہیں دینگے، کیوں نہیں دیتے ہیں اسی لیے تو بلوچستان کے لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری محرومیوں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں محرومیوں کو ختم کرنا چاہیے ہم اس پاکستان کا حصہ ہیں، اس ملک کا حصہ ہیں ہم یہاں رہتے ہیں

ہمیں حق ہیں اپنے سائل وسائل پر یہ کوئی قانون دُنیا میں بتا دو۔ہم مسلمان ہیں۔آپ شرعی قانون اُٹھالیں۔آپ عیسائیوں کا قانون اُٹھالیں۔آپ یہودیوں کا قانون اُٹھالیں۔آپ انگریزوں کا قانون اُٹھالیں۔جدھر سے جو چیز نکلتی ہے، پہلے اُس ملک کا اُس لوگوں کا اُن پر حق ہے اُن کی رائلٹی اُن کو ملتی ہے، اُن کو profit ملتا ہے۔ہمیں کچھ نہیں ملا۔ہمیں 70 سال سے یہاں لوٹا گیا مختلف طریقوں سے ہمارے ساحل وسائل پر قبضے کرتے ہیں۔ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ پاکستان آباد نہ ہو، آباد ہو لیکن پہلے بلوچستان ہو اور بلوچستان میں وہ ایریا ہو جہاں سے یہ تجارت شروع ہوتی ہے جہاں سے یہ خزانے نکلتے ہیں اُن لوگوں کے اس پر حق ہونا چاہیے لیکن پھر بھی نہیں ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے یہی ہے کہ ہم غربت کی زندگی گزاریں۔ہم ایک کروڑ آبادی کو ہم جیسے زندگی نہیں دے سکتے ہیں وہاں صحت نہیں دے دسکتے ہیں ایجوکیشن نہیں دے سکتے ہیں اس لیے کہ ہمارے پاس وہ وسائل ہیں نہیں۔حالانکہ ہم سب سے امیر صوبہ ہے بلوچستان سب سے امیر صوبہ ہے پاکستان میں حیثیت رکھتے ہیں۔لیکن ریونیو میں سندھ ہم سب سے پہلے پر ہے دوسرا پنجاب ہے پھر پختونخوا ہے ہم اُن سے جھولی پھیلا کے ہمارے احسان شاہ صاحب فنانس منسٹر رہے چکے ہیں اُن کو پتہ ہے divisible pool ہم جا کے کیا دیتے ہیں ہمارے پاس تنخواہیں نہیں ہوتی ہیں۔اس لیے کیوں ہمیں اپنے آپ پر تھوڑا سوچنا چاہیے۔ہمیں ایک ریکوڈک کو اگر ہمارے حوالے کر دیں مَیں تو کہتا ہوں کہ ہم بلوچستان کیا ہم پورے پاکستان کو سنبھال سکتے ہیں۔ہر حوالے سے سنبھال سکتے ہیں۔ہم سیندک کو کیا، سیندک کا کیا مستقبل رہا ہے۔ہمارے گوادر کی کیا مستقبل ہے۔ہمارے یہاں نکلتے ہیں، یورنیم نکلتا ہے آپ کے پاس اُسکی کیا مستقبل ہے، ہم مطالبہ کرتے ہیں وفاق سے کہ ہمارے بلوچستان کو دیکھ لیں۔بلوچستان ایک بڑی strategic اہمیت رکھتی ہے یہ صوبہ اس صوبے کو آپ آباد کرو گے پاکستان آباد ہوگا اور یہ آبادی جو ہے اتنی زیادہ ہے بھی نہیں ایک کروڑ آبادی کو آپ کیا کرو گے۔بارہ کروڑ آبادی سنبھال سکتا ہے دس کروڑ آبادی سنبھال سکتا ہے، آٹھ چھ کروڑ آبادی سنبھال سکتا ہے ایک کروڑ آبادی بلوچستان جو ہے ہم ابھی بھی در بدر ہیں نہ ہمارے پاس روڈ ہے صحیح ہے نہ ہمارے پاس ہسپتال صحیح ہے اور نہ ہمارے پاس سکول صحیح ہے اور نہ ہمارے پاس صاف پانی ہے ہمارے در بدر لوگ ابھی آپ مند کو لے لیں ابھی آپ تربت کو لیں، بیٹھے ہوئے ہیں اُدھر کیا ہے زندگی۔یہ آپ کے چمن میں کیا ہے۔وہ چمن کا پنجاب میں آجاتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے آنار ہے آپ کے انگور ہے۔بھائی ہمارے پاس نہ آنار ہے اور نہ انگور ہے وہ ٹرانزٹ قندھار سے آتا ہے اور مشہور چمن کے نام پر ہے ان چیزوں کو ہم نے اہمیت دی ہے کہ وہ چمن کے ہیں کچھ نہیں ہے، نا پانی ہے ریگستان ہے پورا ریگستان ہے جتنا بھی جیونی تک۔ابھی ان کو دیکھنا چاہیے یہ لوگ در بدر ہیں۔کوئی پانچ لیٹر یا دس

لیٹر پیٹرول لاتے ہیں اس پر بھی پابندی ہے ایک بوری آٹا لے آتے ہیں اس پر بھی پابندی ہے۔ان کو relax کر کے دے دو یا کوئی ایسی انڈسٹریز بنا کے دے دو کہ یہ لوگ روزگار تو ڈھونڈیں ان کو کوئی نوکریاں دے دو۔ان کوئی ایسا روزگار دے دو میں نے کہا دو انڈسٹریز بناؤ اس کوئٹہ میں بنا دو بڑے بڑے انڈسٹریز بناؤ ہزاروں لوگ کام کریں گے اور ہزاروں زمینداراس سے فائدہ لیں گے۔لائیواسٹاک میں ان سے فائدہ ہوگا۔ترقی کریگا آپ کا موسیٰ خیل میں لائیوسٹاک ہے۔آج کل کیا حالات ہیں وہاں پر، گورنمنٹ کی طرف سے وہاں پر کیا ہے۔فیڈرل نے ہمیں کیا وسائل دیئے ہیں، کچھ بھی نہیں دیا ہوا ہے۔ہم خود سنبھال رہے ہیں۔ ہر آدمی خود اپنے بکریاں اور دنبے سنبھال رہے ہیں۔اپنی گائیں سنبھال رہے ہیں۔ان چیزوں کو آپ ترقی دینگے تو بلوچستان کے عوام تو پانچ ہزار لوگوں کو نوکریاں ملیں گی تو پانچ ہزار خاندان آباد ہونگے تو نہیں کرتے ہیں ان چیزوں پر میں تو اس کی حمایت کرتا ہوں اس میں گوادر بھی ڈالو، مشترکہ قرارداد بناؤ اور اس پر زور دینگے اور سی ایم کو پکڑیں گے ہم سب جائیں گے وفاق ابھی ٹھیک ہے گورنمنٹ پہلے بھی ہماری جو گورنمنٹ بیٹھی ہوئی تھی اب جو گورنمنٹ آئی ہوئی ہے اُن سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ بلوچستان کو چھوڑ دو۔گوادر کو ترقی دے دو، گوادر کو ایک mother vessels آتی تھی۔پانچ ہزار بوری لاکے پھر تین مہینے بعد ایک آتی ابھی تو ہم نے سنا ہی نہیں کہ دو سال میں کوئی ship آیا ہوا ہے گوادر پر نہیں آیا ہے۔سارے کراچی والے ہمیں نہیں چھوڑتے ہیں وہ زور آور لوگ ہیں ان کی ریوینو میں کمی آئیگی اگر گوادر آباد ہوگا۔تو گوادر سینٹرل ایشاء کا سب سے بڑا deep sea port ہے۔کیوں نہیں آباد کرتے ہیں اسی لئے نہیں کرتے ہیں کہ بلوچستان آباد ہوگا اور بلوچستان کے لوگ آباد ہونگے۔تو اس پر ہم دوسروں سے مل کے انشاء اللہ۔زاہد صاحب سارے چیزیں ٹھیک ہونگے ماشاءاللہ ہم آپ کے ساتھ ہیں تو اس پر بھی ساتھ ہونگے اور پوری اسمبلی ساتھ ہوگی۔ہم حمایت کرتے ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی مکھی شام لعل صاحب۔

جناب مکھی شام لعل: جناب اسپیکر صاحب زاہد ریکی صاحب نے جو قرارداد پیش کی تھی میں حمایت کرتا ہوں ۔یہ ہمیشہ ضرورت ہے کہ یہ بارڈر والوں کو وہاں بارڈر پر گورنمنٹ کو اُس کی چھوٹ دینی چاہیے۔چونکہ اُس کی یہ بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے یہاں پر کوئی اور زریعہ معاش نہیں ہے سوائے باڈروں کے۔ہمارا وہاں سے ایران کے بارڈر سے آٹا وہاں سے آتا ہے، چینی وہاں سے آتی ہے۔تو مہربانی کر کے یہ وفاقی گورنمنٹ سے بات کریں کیونکہ وہ تو دور گیا۔چلو عمران کا نہیں اب شہباز شریف ہے، صوبائی گورنمنٹ اپنا efforts استعمال کریں تاکہ اُن کو قائل کریں تاکہ بارڈر پر یہ چیزیں اُن کو ٹیکس کم کر کے لوگوں کو سہولت دینی چاہیے۔شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مکھی شام لعل صاحب۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب چونکہ اپنی کرسی پر نہیں ہے۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب بالکل مختصراً پھر وہ خلیل جارج بات کرینگے پھر آخری آپ کی قرارداد ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ ہمارے دوست میر زابد ریکی صاحب کا قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جناب اسپیکر ہمارے عوام کا زیادہ انحصار ماضی میں اگیری کلچر اور لائیوسٹاک پر ہوتا تھا لیکن بدقسمتی سے گزشتہ سالوں کی قحط اور خشک سالی نے ہماری زراعت اور لائیوسٹاک کو تقریباً ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اور رہی سہی کثر ہمارا بارڈر ٹریڈ پر رہا۔ لیکن وہ بارڈر ٹریڈ آج ختم ہونے کے برابر ہے۔ مَیں یہاں پر جو میرے دوست نے قمر الدین، بادینی، نوشکی، چمن، واشک، تربت، کاکڑ خراسان باقی علاقوں کا اُنہوں نے جو ذکر کیا ہے یہاں کے لوگوں کا تمام تر انحصار وہ اس تجارت پر مبنی ہے۔ جناب اسپیکر! مَیں صرف چمن کی مثال آپ کو دونگا۔ چمن میں روزانہ بیس سے لیکر پچیس ہزار لوگ ڈیورنڈ لائن کراس کر کے وہاں جاتے تھے صبح اور شام کو واپس آ کر کے اپنے بال بچوں کیلئے وہ کچھ نہ کچھ کما کے لاتے تھے۔ لیکن اُس ڈیورنڈ لائن کو مکمل طور پر ان غریب مزدوروں کیلئے مکمل طور بند کر دیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ سال میں دوسال میں چمن میں لاتعداد واقعات ہوئے۔ چمن میں 10 لوگ شہید کیئے گئے ایف سی نے۔ وہاں پر جناب اسپیکر! سو کے قریب لوگ زخمی ہوئے لیکن وہ پچیس ہزار لوگ آج بے روزگار بیٹھے ہوئے آج ان کا کوئی روزگار نہیں ہے اسی طرح آپ جناب اسپیکر! یہ جو ہمارے زابد صاحب نے کہا واشک، تربت ان لوگوں کا پنجگور گوادر کا ان کا انحصار تمام تر لوگوں کا اشیائے خوردنوش کا انحصار بھی وہ باہر سے ہے اور میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں جناب اسپیکر جب ماضی میں وسیم سجاد اور مشاہد حسین سید کی سربراہی جب یہاں کمیٹی آئی ایک پارلیمانی کمیٹی نے، اس نے اپنی سفارشات میں واضح طور پر فیصلہ دیا تھا کہ سمگلنگ صرف اور صرف منشیات اور اسلحہ یہ سمگلنگ کے زمرے میں آتا ہے اس پر پابندی ہونی چاہیے اس کی ہم نے بھرپور مخالفت کی اور ہم نے کہا کہ اس پر پابندی ہونی چاہیے، اسلحہ اور منشیات پر۔ مگر باقی تمام تر جو ہم کاروبار کرتے ہیں وہ بارڈر ٹریڈ ہے اس لوگوں کو یہ سہولت دینی چاہیے کہ وہ جا کر کے بارڈر ٹریڈ کریں ایران سے کریں یہاں افغانستان سے کریں دونوں اسلامی ممالک ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یہاں پر پابندی اور وہاں پر واگہ بارڈر پر ٹریڈ جاری ہے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ وہاں ہندوستان کے ساتھ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا دشمن اولین دشمن ہے انکے ساتھ دوستی انکے ساتھ بارڈر ٹریڈ انکے ساتھ وہاں جو انہوں نے بنایا ہے تو وہاں پر پوری سہولت دے رہے ہیں جناب اسپیکر یہ دو تضاد کیوں ہیں؟ یہاں پر پابندی وہاں کھلی چھوٹ وہاں پر بارڈر ٹریڈ یہاں پابندی ہمارے یہاں تو میں یہ مطالبہ کروں گا کہ اس بارڈر ٹریڈ کو فوری طور پر

ان تمام پوائنٹس کو کھلا رکھا جائے۔ ابھی آپ کو پتہ ہے کہ افغانستان سے بہت زیادہ جو ہمارے tribs ہیں جو انہوں نے ناجائز طور پر جو خاردار تار لگائی ہے جناب اسپیکر ڈیورڈ لائن پر اس خاندانوں کو تقسیم کیا قبرستانوں کو تقسیم کیا یہاں مال چراگاہوں کو تقسیم کیا بہت سارے tribe جو وہاں چاغی سے لیکر کے محمد حسنی، سنجرانی پھر جو پشتون علاقے ہیں بڑیچ tribe ہے اچکزئی ہے نورزئی ہے کاکڑ ہے پھر وزیر ہیں پھر یہ تمام tribe یہ تقسیم ہیں وہاں بھی ان کی زمینیں ہیں ڈیورنڈ لائن کے اس طرف بھی انکی زمینیں ہیں انکے قبرستان وہاں ہیں انہوں نے خاردار انگریزوں نے نہیں لگایا تھا ستاون سال انگریز کی حکومت رہی 1893 سے لیکر 1947 تک ان 54 سالوں میں انگریز نے نہیں لگایا پھر پاکستان بننے کے بعد 70 سال یہ نہیں رہا اب کیوں یہ آپ نے خاردار تار لگایا ہے یہ سینے پر آپ نے خاردار تار لگایا ہے آپ نے ایک قوم کو تقسیم کیا ہے جناب اسپیکر اس تار کی وجہ سے تمام دروازے بند ہوگئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ نوشکی پر جو یہاں پر جو مینگل tribe بڑیچ tribe رہتے ہیں انکی زمین وہاں پر بھی ہے یہاں پر بھی ہے گزلی کے مقام جو انہوں نے وہاں پر گیٹ دیا ہوا ہے میں مطالبہ کروں گا کہ نوشکی کے بوستان کے اس دروازے کو فوری طور پر کھولا جائے اور میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب آیا قرارداد نمبر 122 منظور کی جائے۔**معزز اراکین!** (ہاں)

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 122 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب اپنی قرارداد نمبر 140 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ قرارداد نمبر۔140 ہرگاہ کہ نرسنگ کا شعبہ محکمہ صحت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے صوبے کے مختلف میڈیکل کالجز میں نرسنگ کلاسیں بھی ہوتی ہیں اور ان کالجز سے ہر سال صوبے کے طلباء و طالبات فارغ ہوتے ہیں مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ بھرتی کے وقت پبلک سروس کمیشن ملک کے دیگر صوبوں کے امیدواروں سے بھی درخواستیں طلب کرتے ہیں جو ہمارے صوبے کے بے روزگار نرسنگ کے شعبے کے تعلق رکھنے والے امیدواروں چاہے وہ فی میل اور میل ہوں کے ساتھ سراسر ظلم اور زیادتی کے مترادف ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ نرسنگ کے شعبے میں صرف اور صرف صوبے کے مقامی امیدواروں کی ترجیح کو یقینی بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب دومنٹ آپ تشریف رکھ لیں خلیل جارج جو ہے اسپیکر کی رولنگ پر بھیجا گیا ہے تو وہ دومنٹ بات کرلیں تو پھر آپ admissibility بیان کرلیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب۔ سر! اسپیکر صاحب کی رولنگ کے مطابق

ایڈمنسٹریٹر صوبے میں موجود نہیں تھے تو سی ایم او صاحب آئے تھے چیف آفیسر صاحب جو میونسپل کارپوریشن کے ہیں انہوں نے جو ہے سر ساری detail بتائی ہے میرا خیال ہے کہ اس میں کیو ایم سی والوں نے میٹرپولٹن والوں نے بھیجی تھی لیکن فنانس نے ابھی تک ریلیز نہیں کی تھی۔ لیکن فنانس ابھی ریلیز کی ہے میرے سننے میں آیا لیکن سر ان کا کوئی permanent حل نکالا جائے کب اسی طرح اسمبلی میں بار بار بولتے رہیں گے۔ سر! گریجویٹی ان کو بیچاروں کو ابھی تک نہیں ملی, چار لوگوں کی اس میں سے death ہو چکی ہے اس کے علاوہ ان کو اوور ٹائم نہیں ملا , لوگ فاقوں پر آگے ہیں اپنے بچوں کے ساتھ احتجاج کر رہے ہیں۔ یہ ہم حکومت کے نمائندے ہیں ہمارے لئے بھی شرم کی بات ہے تو ہم سی ایم صاحب کل یا پرسوں تشریف لے آئیں گے ہم ان سے بیٹھ کر آپ کی رولنگ کے مطابق ہم ان سے بات کرلیں گے کہ میونسپل کارپوریشن کا permanent حل نکالا جائے فیول کے انکے پاس پیسے نہیں ہیں کچرا اٹھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو ان سب چیزوں کے لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایک رولنگ دے دیں تا کہ ہم سی ایم صاحب کے ساتھ بات کر کے تو ان سب چیزوں کو ان کا permanent حل نکال لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کی پارٹی کے سی ایم ہیں، تو میرے رولنگ کی میرے خیال سے اسمیں کوئی ضرورت نہیں ہوگی کہ بیٹھنے کے لئے بھی جو ہے اسپیکر کو رولنگ دینی ہوگی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر اِن کو contract basis پر رکھنے کے بعد اِن کو تین تین چار چار دن تنخواہیں نہیں ملتی ہیں۔ جب ایک بندے کو آپ چار مہینے لگا تار تنخواہ نہیں دیں گے تو لازمی بات ہے کہ وہ کام چھوڑ کر چلا جاتا ہے پھر چھ مہینے کی تنخواہ ایک جگہ پر آجاتی ہے۔ پھر وہ بندہ کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ تو جناب اسپیکر صاحب جیسے خلیل بھائی نے کہا وہ یقیناً آپ ایک اُس پر رولنگ دے دیں کہ اِن کا permanent حل نکالا جائے تا کہ یہ مسئلہ حل ہی ہو جائے جب ایک بندہ permanent ہوگا تو وہ اگر تنخواہ ایک مہینہ late ہے وہ مسئلہ نہیں ہوگا۔ اگر عارضی ہوگا تو وہ بیچارہ اِدھر کے بجائے اُدھر جائے ، اُدھر کی بجائے اُدھر جائے گا تو چار مہینے کون انتظار کر سکتا ہے۔ اِس کو permanent basis پر کروائیں جناب اسپیکر صاحب تا کہ معاملہ یہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جو قرارداد نرسنگ شعبے کے حوالے سے مَیں نے پیش کی۔ جناب اسپیکر یقیناً میڈیکل کے شعبے میں نرسنگ ایک ایسا مقدس پیشہ ہے جیسا ایک ماں

اپنے بچے کی خدمت کرتی ہے بالکل ہی اسی طرح 24 گھنٹے نرس شب و روز مریضوں کی تیمارداری کرتی ہیں۔ ہمارے اِس صوبے میں تقریباً 14 نرسنگ کالجز موجود ہیں جو کہ یہ میرے پاس تفصیل ہے College of Nursing BMC Hospital, Nursing College Sandeman Hospital, Nursing College Sheikh Khalifa bin Zaid Hospital, Nursing College Pishin,Nursing College Sibi, Nursing College Naseerabad, Nursing College Loralai, Nursing College Panjgoor,Nursing College Turbat, Nursing College Gawadar, Kharan, Kuzdar, Hub, Zhob. جناب اسپیکر یہاں سے ہمارے بچیاں اُس میں male بھی شامل ہیں female بھی شامل ہیں وہ ٹریننگ کرتی ہیں کالج میں پڑھتے ہیں اور جب Public Service Commission کا اشتہار آتا ہے تو اُس میں بجائے اِس کے ہمارے پاس خود اتنی capacity موجود ہے ہمارے پاس نرسنگ کے شعبے میں ہمارے خود female and male نرس موجود ہیں بجائے اُس کے کہ اُن کو وہ دیا جائے وہ باہر صوبوں سے لوگوں کو منگواتے ہیں۔ اشتہار میں اُنھوں نے دیا ہوا ہے دیگر صوبوں کے اُمیدواروں کی درخواستوں پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ ابھی انٹرویوز ہوئے تھے میں آپ کو ژوب کی مثال دیتا ہوں وہاں 30 پوسٹیں تھیں 50 وہاں ژوب کی nurses نے اُس میں male and female نے وہاں انٹرویو میں appear ہوئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں اتنی capacity ہمارے پاس موجود ہے کہ ہم اپنے ہی اِن کالجز کے اِن کالجز کے جو مسائل ہیں یقیناً یہ بہت زیادہ مشکلات سے دوچار ہیں ہمارے یہ کالجز جس میں nursing staff جسے nursing officer کہا جاتا ہے وہ پوسٹیں کم ہیں اُس میں اضافہ بھی کیا جائے، اِس وقت ہمیں کم از کم ایک وارڈ میں جنرل وارڈ میں چھ نرسوں کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس صرف دو نرسیں وہاں ہوتی ہیں۔ جو پوسٹیں بجٹ میں ہیں وہ بارہ سو ہیں میرے یہ تجویز ہے اِس کو پچیس سو کر دی جائے۔ جو nursing instructor ہوتا ہے اُس کا گریڈ بڑھایا جائے B-17 کیا جائے اِس وقت ہمارے پاس جو 14 nursing colleges ہیں اِس میں سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں حکومت اِس میں building faculty بنائیں اور دیگر سہولیات دی جائیں اسی طرح director nursing کی جو پوسٹ ہے جو director ہوتا ہے اُس کو بھی upgrade کرنا چاہیے 20 basic pay scale میں ہونا چاہیے۔ sandeman provincial hospital جو ہمارا college of nursing کا ہے یہ

post graduate college ہے اِس کے پرنسپل کے گریڈ کو بھی upgrade کیا جائے 20 کیا جائے ،اِسی طرح college of nursing BMC hospital, شیخ زائد ہے، سبی ،لورالائی ،خضدار کے پرنسپل کی پوسٹوں کو بھی upgrade کیا جائے،اِس کو بھی upgrade کیا جائے basic pay scale B-19 کیا جائے،اِس وقت ہمارے پاس جو director nursing ہے وہ basic pay scale 19 میں ہے۔principal college of nursing sandeman hospital کی پوسٹ خالی ہے اِن پر بھی حقدار کو اِس پر کر دیا جائے جناب اسپیکر اسی طرح تمام college of nursing میں vice principal کی پوسٹ کو مختص کیا جائے۔عموماً ہوتا ہے کالج میں پرنسپل ہوتا ہے، وائس پرنسپل ہوتا ہے تو نرسنگ کالج میں بھی اِسی طرح ہونا چاہیے۔اور میرے ایک تجویز یہ ہے کہ اِن colleges 14 میں سے ایک کالج کو صرف male nurse کے لیے مختص کیا جائے۔اور جو اشتہارات میں جو آتا ہے وہ یہاں ہمارے صوبے کی پوسٹوں پر باہر کے لوگ یہاں تعینات ہوتے ہیں as a nurse پھر یہاں سے وہ transfer کر کے وہ اپنے province میں چلے جاتے ہیں تو ہمارا نقصان ہوتا ہے اور وہ جا کر کسی اور صوبے میں وہ ڈیوٹی دیتے ہیں۔تو مَیں حکومت سے یہ قرارداد تمام دوستوں سے یہ میری گزارش ہوگی کہ اِس قرارداد کی منظوری دے دیں اور حکومت اِس پر عمل درآمد کرے بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔آیا قرارداد نمبر 140 منظور کی جائے۔جی ضرور۔

سید احسان شاہ (وزیر محکمہ صحت): شکریہ جناب اسپیکر میرا خیال تھا کہ قرارداد پر باقی حضرات بھی اپنا اظہار رائے کریں گے اُس کے بعد میں کچھ عرض کرنے کے قابل ہوں گا،لیکن کسی نے بولا نہیں تو جناب اسپیکر زیرے صاحب کی جو قرارداد 140 نمبر یہ بالکل صحیح ہے اور مَیں کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی قوانین یہی ہیں کہ پبلک سروس کمیشن میں نہ صرف اِن نرسوں کے لیے جنرلی یہی قوانین ہیں کہ جو ترجیح تو صوبے کو ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ صوبے میں اگر نہیں ہو سکتی تو باہر سے پھر مجبوری ہے لینے کے لیے۔لیکن یہاں پھر مَیں اپنی کوتاہیوں کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا۔جناب والا جتنے نرسنگ اسکول گنوائے تھے زیرے صاحب نے وہ بجا طور پر موجود ہیں لیکن جہاں ہمارے صوبے کے اگر ہم معیار کی بات کریں تو ہر چیز میں ہم پستی کی جانب جا رہے ہیں تو یہاں بھی یہی حال ہے اب ہوتا کیا ہے کہ ہمارے بچے جا کر وہاں پر admission لے لیتے ہیں اور مہینے کو اُن کو کوئی 20 سے 25 ہزار مل جاتے ہیں وظیفے کے طور پر۔لیکن جناب وہ اگر معیار اُن کا دیکھیں تو اُس معیار پر پورا نہیں اُترتے کہ ایک مریض کا آپریشن ہوا اُس کا اپینڈکس کا یا ارتھوپیڈکس کا یا کسی چیز کے آپریشن کے بعد جو

اُس کی care کی جاتی ہے اُن کا معیار وہ نہیں ہوتا۔تو ہمیں ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم اپنے یہ نرسنگ اسکولوں کا جو standard ہے اُن کو ذرا بہتر کریں اور اُن میں سے ایسے نرس یا ایسا اسٹاف اُن میں سے نکالیں اُن کی جو پیداوار ہے وہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہونی چاہیے جو کہ health کے اِس sector کو جو caring sector ہے کم از کم اُس کو look after کر سکیں۔تو لیکن زیرے صاحب کی اِس قرارداد کو support کرتا ہوں اور قوانین بھی یہی ہیں اور اِسی طرح سے ہونا چاہیے۔شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔آیا قرارداد نمبر 140 منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 16 اپریل 2022 بوقت ایک بجے دوپہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 04 بجکر 22 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)